COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

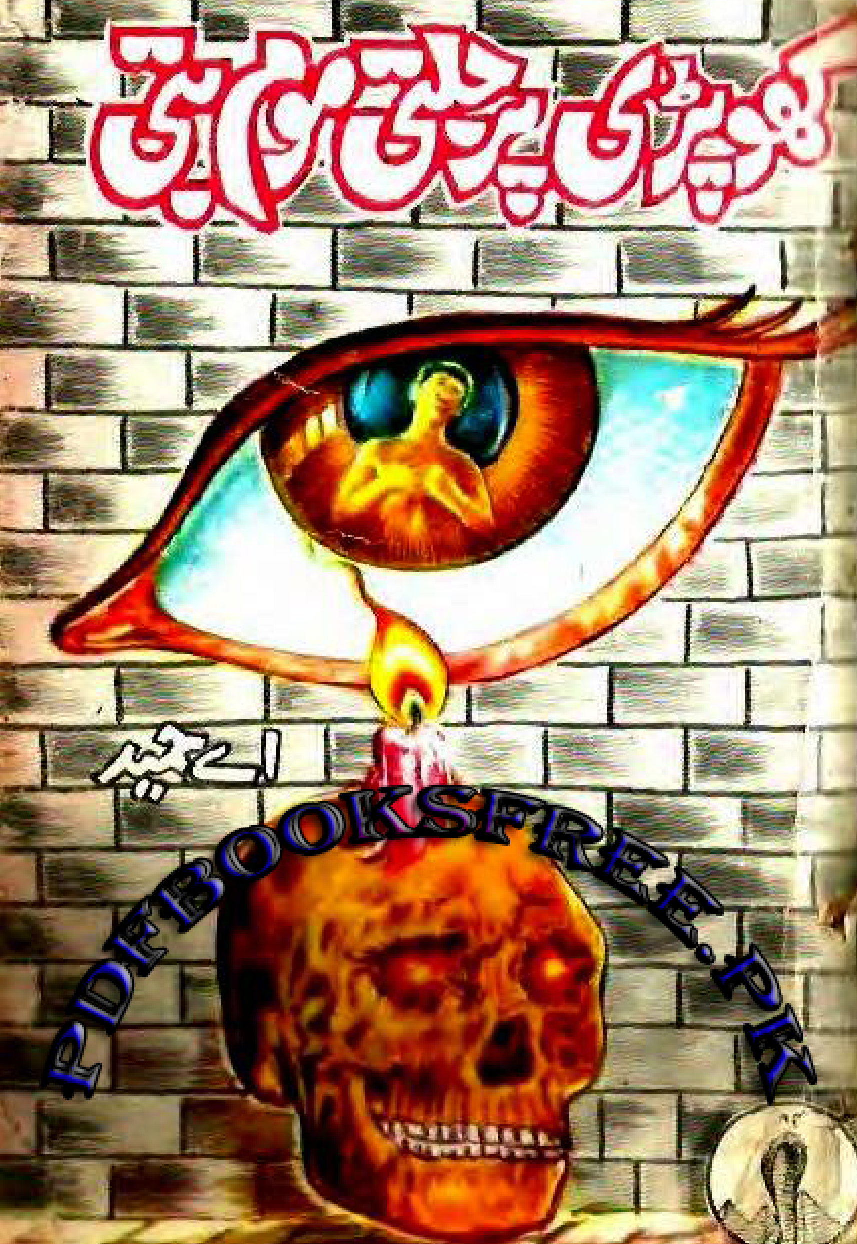

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی
کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

کھوپڑی پر جلتی موم بتی

اے حمید

عنبر پبلی کیشنز
۱۲۔بی شاہ عالم مارکیٹ۔لاہور۔۸

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت : ۹/۰۰ روپے

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

بار اوّل ۱۹۸۸ء
ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، مہاراج شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع : طاہر حسن پرنٹرز، موری گیٹ لاہور

پیارے دوستو! طرطوش کی لاش ریت کے ٹیلے سے نکل کر عنبر کے سامنے آن کھڑی ہوئی ہے۔ لاش نے کاندھے پر بھاری صلیب اٹھا رکھی ہے۔ وہ کراہ رہی ہے۔ خدا کے لیے میرے کاندھے سے صلیب اتار دو۔ عنبر جب صلیب اتار دیتا ہے تو کیا ہوتا ہے؟ اُدھر ماریا جس آنکھ کے ڈیلے میں گر گئی تھی اس کے پیچھے ایک ایسے پُراسرار شخص کی حکومت ہے جس کے سر پر بارہ آنکھیں ہیں اور ان میں سے ایک نیلی آنکھ سب سے زیادہ خطرناک ہے، کیوں؟ ایسا کیوں ہے؟ کیٹی کی لاش جس غار میں دفن تھی وہاں سے چوری ہو گئی ہے اور ناگ اس کی تلاش میں شہر کے لاش چوروں کے پاس آتا ہے؟

پھر کیا ہوتا ہے؟ یہ آپ کو اس قسط کے پڑھنے کے ساتھ ساتھ سب کچھ معلوم ہوتا جائے گا اور آپ ان کے علاوہ بھی حیرت انگیز، دلچسپ تاریخی اور سچے مگر ناقابلِ یقین واقعات پڑھیں گے۔

اے حمید

"راہِ چمن"
۴۵۴۔ این سمن آباد، لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

- بارہ آنکھوں والا عفریت
- کھوپڑی پر جلتی موم بتی
- لاشوں کا چور
- بدروح کا زرد شعلہ
- کیپٹن — خونی سوناتو کی قید میں
- خونی عقاب کے پیچھے

بارہ آنکھوں والا عفریت

طرطوش کی لاش پر آگ کا کچھ اثر نہیں ہو رہا تھا۔

لاش اب شاہی محل کی طرف بڑھنے لگی۔ محل میں افراتفری مچ گئی۔ سپاہی ادھر اُدھر جان بچانے کے لیے بھاگنے لگے۔ قلعے کی دیوار پر سے لاش پر بھاری پتھر پھینکے جانے لگے مگر پتھر طرطوش کے سر سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑتے۔ عنبر اور ماریا بھی سخت فکرمند تھے۔ ان کی سمجھ میں بھی نہیں آ رہا تھا کہ اس خونی عفریت پر کیوں کر قابو پایا جائے۔ بادشاہ نے محل کے سارے دروازے بند کروا دیئے۔ طرطوش کی لاش محل کے دروازے کے سامنے والے باغ میں پہنچی تو مسجد میں سے اذان کی آواز گونجی۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر۔

طرطوش کی لاش نے منہ اوپر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر دونوں لمبے لمبے ہاتھی کی ناگوں ایسے بازو بلند کیے۔ منہ سے باریک مگر بے حد تیز چیخ نکلی۔ اور لاش زمین سے اچھلی اور پھر وہ زمین میں دھنستی چلی گئی۔ سب لوگ منہ کھولے حیرت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے یہ کرشمہ دیکھ رہے تھے۔ طرطوش کی لاش شاہی محل کے باغ میں زمین کے اندر اُتر گئی اور پوری کی پوری دھنس کر غائب ہو گئی۔ سب نے اطمینان کا سانس لیا۔ بادشاہ نے اسی وقت حکم دیا کہ جہاں عفریت زمین کے اندر غائب ہوا ہے وہاں پتھروں کو جوڑ کر ایک پختہ چبوترا بنا دیا جائے تاکہ وہ دوبارا زمین سے باہر نہ نکل سکے۔

عنبر اور ماریا واپس سرائے کی طرف چل پڑے۔ عنبر نے کہا،

"ماریا! یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ طرطوش کی لاش غائب ہو گئی ہے اور اب وہ واپس نہیں آئے گی۔ حالاں کہ انہیں معلوم نہیں کہ وہ کسی بھی جگہ سے دوبارا زمین سے باہر نکل سکتی ہے۔"

ماریا بولی: "یہی میں بھی سوچ رہی ہوں، لیکن عنبر بھیا! ہم ان لوگوں کو اس لاش کی مصیبت سے کیسے نجات دلائیں؟"

عنبر نے کہا: "تم نے دیکھا ہو گا کہ لاش مسجد سے اذان کی آواز سن کر زمین کے اندر دھنس گئی تھی"

"ہاں — یہ تو ٹھیک ہے مگر اس سے پہلے وہ اذان کی آواز کے بغیر زمین میں غائب ہو گئی تھی۔"

پھر کچھ یاد کر کے بولی، "عنبر! میں تہہ خانے سے

چھ کونوں والا طلسمی ستارہ اٹھا لائی ہوں۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ یہ ستارہ ہماری کچھ مدد نہیں کر سکتا؟ کیوں کہ اس ستارے کی مدد سے ہی اس یہودی نے لاش پہ طلسم کیا تھا۔"

عنبر نے کہا: "تانبے کا ستارہ ہماری کیا مدد کر سکتا ہے ماریا۔ ہمیں تو اس پر کیے گئے طلسم کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔"

ماریا بولی: "کیوں نہ ہم ملکہ نفریتی کے اہرام میں چل کر اس ستارے کے طلسم کے بارے میں کھوج لگایا جائے۔"

عنبر کہنے لگا: "اگر تم چاہتی ہو تو چلے چلتے ہیں۔ مگر مجھے کوئی خاص اُمید نہیں ہے۔"

"کوشش کرنی چاہیے۔" ماریا نے کہا۔

وہ دونوں شہر کے بڑے دروازے سے باہر نکلے اور گھوڑے کا رُخ اہرام مصر کی طرف موڑ دیا۔ دوپہر کے وقت صحرا میں دھوپ تیز تھی۔ مگر آسمان پر دور کچھ کالے کالے بادل بھی چلے آ رہے تھے۔ اہرام کے آس پاس کا سارا علاقہ ویران تھا۔ شہر میں طرطوش کے بھوت کی تباہی کی وجہ سے لوگ شہر سے ایک بار پھر بھاگ اٹھے تھے اور اہرام مصر کے ارد گرد جو چند ایک جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ وہ بھی خالی ہو گئی تھیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"دیکھو عنبر یہ علاقہ کتنا سنسان ہو گیا ہے۔"

"ہاں ماریا — اگر طرطوش کی لاش کی یہ تباہ کاری جاری رہی تو یہ سارا ہنستا مسکراتا شہر سنسان ہو جائے گا۔"

وہ دونوں ملکہ نفرتیتی کے اہرام کے باہر گھوڑے سے اترے اور اہرام کی ویران سرنگ میں داخل ہوئے۔ سرنگ میں دن کے وقت بھی گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ عنبر اور ماریا کو اندھیرا پریشان نہیں کرتا تھا۔ وہ اندھیرے میں بھی دیکھ لیتے تھے۔ ملکہ نفرتیتی کا تابوت ویسے ہی کھلا اور خالی پڑا تھا۔ اس کے چبوترے میں وہ سوراخ اسی طرح کھلا تھا جس کے اندر سے یہودی جادوگر کے ساتھی براہم نے ہاتھ ڈال کر تانبے کا طلسمی ستارہ باہر نکالا تھا۔ ماریا نے کہا،

"میں اس سوراخ کے اندر جا کر دیکھتی ہوں کہ اندر کیا ہے۔"

ماریا چبوترے سوراخ میں سے اندر داخل ہو گئی۔ اس کے اندر قبر ایسا اندھیرا اور گھٹن تھی۔ ماریا نے ایک ایک کونے کو غور سے دیکھا۔ وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ ماریا نے باہر نکل کر عنبر کو بتایا کہ سوراخ کے اندر سوائے اندھیرے کے اور کچھ نہیں ہے۔ عنبر نے کہا:

"باہر بھی سوائے اندھیرے اور خالی تابوت کے اور کچھ نہیں ہے۔"

پھر وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور بولا،

"ماریا! ہمیں اس بلا کو ختم کرنے کے لیے کچھ اور سوچنا پڑے گا۔"

ماریا نے کہا: "ہم اور کیا کر سکتے ہیں عنبر — اس کی طاقت ہم سے زیادہ ہے۔ اس پر تو اب اس تعویذ کا بھی اثر نہیں ہوتا جو تمہارے بازو کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔"

عنبر نے کہا: "لیکن اذان کی اللہ اکبر کی آواز کا اس پر اثر ہو گیا تھا۔ اور وہ زمین میں غائب ہو گئی تھی۔"

ماریا کہنے لگی: "تو پھر سارے شہر میں اذانیں دینی شروع کر دی جائیں۔"

عنبر بولا: "ایسا کرنے میں حرج ہی کیا ہے؟"

ماریا نے کہا: "تو پھر شہر چل کر امام مسجد سے بات کرتے ہیں۔"

وہ اہرام سے اٹھنے ہی والے تھے کہ ماریا کو چھ کونوں والے تانبے کے طلسمی ستارے کا خیال آ گیا۔ اس نے کہا،

"ذرا ٹھہرو عنبر — میں نے اس ستارے کو کیوں اٹھایا۔ یہودی جادوگر کے شاگرد نے اسے اندر سے نکالا تھا میں اسے اندر لے جا کر کونے میں رکھ آتی ہوں۔"

عنبر نے کہا: "اس سے کیا ہو گا بھلا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"شاید کوئی بات بن جائے۔ ہمیں کوشش تو کر لینی چاہیے۔"

"چلو۔ یہ کوشش بھی کر کے دیکھ لو۔"

ماریا نے طلسمی ستارا اپنے ہاتھ میں تھاما اور دوسری بار سوراخ میں سے گزر کر اندر جو قبر سی بنی ہوئی تھی اس کے کونے میں جا کر ستارے کو رکھ دیا۔ جونہی اس نے ستارا کونے میں رکھا قبر کی سامنے والی اندھیری دیوار پر ایک بہت بڑی انسانی آنکھ ظاہر ہوئی اور تیز ہوا چلنے لگی جیسے آندھی آ گئی ہو۔ ماریا کے پاؤں اس تیز آندھی میں اکھڑ گئے۔ آندھی کی تیز ہوا کا رُخ انسانی آنکھ کی طرف تھا۔ ماریا نے دیکھا کہ ہوا کے چلتے ہی آنکھ کے ڈیلے میں ایک انسانی شکل نمودار ہوئی جو دونوں ہاتھوں سے اپنا سینہ نوچ رہی تھی اور اس کے ہونٹوں سے چیخوں کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ ماریا نے عنبر کو پکارا:

"عنبر!"

مگر عنبر کو نہ تو سوراخ کے اندر چلنے والی آندھی کا شور سنائی دیا اور نہ ماریا کی آواز ہی سنائی دی۔ ماریا کے پاؤں زمین سے اوپر اٹھ گئے تھے اور تیز ہوا اسے انسانی آنکھ کی طرف لیے جا رہی تھی۔ ماریا نے باہر کی طرف بھاگنے کی بہت کوشش کی مگر تیز آندھی کے جھکڑوں نے اسے بے بس کر دیا اور

وہ دیکھتے دیکھتے انسانی آنکھ کے ڈیلے میں داخل ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی آنکھ کے ڈیلے میں چیختی انسانی شکل غائب ہو گئی۔

عنبر کو سوراخ کے باہر چبوترے کے پاس بیٹھے جب دیر ہو گئی تو اس نے ماریا کو آواز دی کہ وہ اتنی دیر سے اندر کیا کر رہی ہے۔ سوراخ کے اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔ عنبر کو فکر ہوئی۔ اس نے سوراخ میں سے جھانک کر دیکھا۔ اسے اندر سوائے اندھیرے کے اور کچھ نظر نہ آیا۔ عنبر نے ایک بار پھر ماریا کو آواز دے کر پکارا۔ کوئی جواب نہ آیا۔ اب تو عنبر پریشان ہو گیا۔ اس نے سوراخ کے ارد گرد لگے پتھروں کو اکھاڑنا شروع کر دیا۔ اب وہاں اتنا راستہ بن گیا کہ عنبر اس میں داخل ہو سکتا تھا۔ وہ سوراخ کے اندر رینگ کر داخل ہو گیا۔ اسے ماریا کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ اس نے ماریا کو کئی بار پکارا۔ ماریا نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اندر ہوتی تو جواب بھی دیتی۔ اس نے کونے میں دیکھا مگر وہاں تانبے کا طلسمی ستارہ بھی کہیں نہیں تھا۔ دیوار پر بھی اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ عنبر کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اچانک ماریا کہاں غائب ہو گئی۔

ماریا کی خوشبو کے نہ آنے سے ایک بات ثابت ہو گئی تھی کہ ماریا وہاں نہیں ہے۔ تو پھر وہ کہاں چلی گئی؟ وہ تو عنبر کے سامنے سوراخ میں داخل ہوئی تھی اور عنبر نے اس کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خوشبو کو سوراخ میں جاتے محسوس کیا تھا۔ عنبر سوراخ کے اندر سے باہر آ گیا۔ اس نے کئی بار ماریا کو آواز دی۔ کوئی جواب نہ آیا۔ عنبر بوجھل دل کے ساتھ وہیں بیٹھ گیا۔ اسے ہرگز امید نہیں تھی کہ ماریا اس طرح اس سے اچانک جدا ہو جائے گی۔ پھر وہ اٹھا اس نے اہرام میں چاروں طرف دیکھا۔ نفریتی کے خالی تابوت میں جھانکا۔ ماریا کی خوشبو کہیں سے بھی نہیں آ رہی تھی۔

کافی دیر تک ماریا کو اہرام میں تلاش کرتے رہنے کے بعد عنبر باہر نکل آیا۔ باہر اب آسمان پر دھوپ نہیں تھی بلکہ سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے اور تیز ٹھنڈی ہوا چلنے لگی تھی۔ عنبر کا اہرام کے باہر آ کر بھی واپس جانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا اسے ماریا سے بچھڑ جانے کا سخت افسوس ہو رہا تھا۔ لیکن آخر وہ کب تک وہاں بیٹھا رہتا۔ سخت ناامید اور اداس دل کے ساتھ عنبر اکیلا ہی گھوڑے پر سوار ہوا اور صحرا میں واپس شہر کی طرف چلا۔ آسمان کالے بادلوں سے بھرا ہوا تھا اور تیز ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ عنبر ابو الہول کے مجسمے سے چند قدموں کے فاصلے پر ریت کے ٹیلوں کے درمیان سے گزر رہا تھا کہ اسے اسی طرطوشش کی لاش کی باریک چیخ سنائی دی۔

وہ رک گیا۔ کیا دیکھتا کہ طرطوش حبشی کی لاش ایک ٹیلے

کے پیچھے سے نکلی اور اس کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی لیکن اس کی حالت پہلے ایسی نہیں تھی۔ لاش کا جسم جو پہلے ہاتھی سے بھی بڑا تھا اب عام انسان کے سائز کا ہو چکا تھا اور اس نے اپنے کاندھے پر لکڑی کی وہ صلیب اٹھا رکھی تھی جس پر یہودی جادوگر نے اسے میخوں سے ٹھونکا تھا۔ لاش کے چہرے پر سخت تکلیف کے آثار تھے۔ وہ کراہ رہی تھی اور رحم طلب نظروں سے عنبر کی طرف دیکھ رہی تھی۔ عنبر گھوڑے پر سے اُتر آیا۔ گھوڑا لاش کو دیکھ کر بدک گیا تھا اور زور زور سے ہنہنا رہا تھا اور خوف زدہ ہو گیا تھا۔

عنبر لاش سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا اور پوچھا:

"تم کون ہو؟"

طرطوش کی لاش نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی گردن، سینے، کلائیوں اور ٹخنوں پر جہاں کیل ٹھونکے گئے تھے وہاں سوراخ تھے اور ان میں سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ اس کی آنکھیں ابھی تک سرخ تھیں۔ لیکن وہ حملہ نہیں کر رہی تھی۔ صلیب کے بوجھ سے وہ جھکی ہوئی سی تھی عنبر نے ایک بار پھر پوچھا:

"کیا تم وہی عفریت ہو جس نے مصر میں تباہی مچا دی تھی؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طرطوش کی لاش نے آہستہ سے سر ہلایا۔ عنبر نے کہا:

"تم کون ہو اور اب کیا چاہتے ہو؟"

لاش کے ہونٹ آہستہ سے کھلے اور اس کے حلق سے باریک آواز نکلی:

"میرے کاندھے پر سے صلیب اتار دو۔"

عنبر آگے بڑھا۔ اس نے صلیب کو نیچے اتارنا چاہا مگر اسے محسوس ہوا کہ وہ بے حد بھاری ہے۔ عنبر بڑے بڑے پتھروں کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر پھینک دیا کرتا تھا مگر اسے بھی وہ صلیب لاش کے کندھے سے اتار کر نیچے رکھنے میں بڑی طاقت استعمال کرنی پڑی۔

صلیب زمین پر رکھی گئی تو لاش نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور عنبر کی طرف پہلی بار مسکرا کر دیکھا۔ پھر وہ صلیب پر لیٹ گئی اور عنبر سے کہا:

"تین بار اللہ اکبر پڑھو۔"

عنبر نے تین بار بلند آواز میں اللہ اکبر پڑھا تو لاش نے آنکھیں بند کر لیں۔ عنبر کی نگاہیں صلیب پر سیدھی لیٹی ہوئی لاش پر لگی تھیں۔ تیز ہوا میں ہلکی ہلکی ریت اڑ کر لاش کے جسم پر پڑ رہی تھی۔ لاش کے جسم پر نیلی نیلی روشنی سی چھا گئی۔ پھر یہ روشنی غائب ہو گئی۔ عنبر نے دیکھا کہ لاش کے جسم کے زخم بالکل ٹھیک ہو

گئے تھے۔ اس کے چہرے پر وحشت اور درندگی کی جگہ نرمی اور محبت آ چکی تھی۔ اس کی آنکھوں کی سرخی بھی غائب ہو گئی تھی۔ لاش کی جگہ اب نوجوان حبشی طرطوش صلیب پر بڑے سکون کے ساتھ لیٹا تھا۔ وہ اٹھا۔ اس نے آگے بڑھ کر عنبر سے ہاتھ ملائے۔ اس کے ہاتھوں میں لاش کی ٹھنڈک کی جگہ عام انسانی جسم کی گرمائش تھی۔ اس نے کہا:

"میرا نام طرطوش ہے۔ یہودی جادوگر نے مجھ پر جادو کرنے کے لیے مجھے صلیب پر لٹکا دیا تھا۔ میں نے اسی جادو کے اثر میں لوگوں پر ظلم کیا۔ لیکن جب میں نے شاہی محل میں اذان کی آواز سنی تو مجھ پر کیا ہوا، جادو ٹوٹ گیا۔ پھر بھی صلیب پر یہودی کے جادو کا اثر باقی تھا جو تمہارے تین بار اللہ اکبر کہنے سے جاتا رہا۔ اب میں سے زندہ ہو گیا ہوں اور تمہارا شکر گزار ہوں۔ تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے؟"

عنبر نے کہا: "تمہیں یاد نہیں؟ تم نے مجھ پر حملہ کیا تھا اور مجھے اٹھا کر زور سے زمین پر پٹخ دیا تھا۔"

حبشی طرطوش بولا: "میں نے جادو کے اثر میں جو کچھ کیا وہ مجھے یاد نہیں ہے۔"

عنبر نے اسے بتایا کہ اس کا نام عنبر ہے اور وہ اپنی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بہن ماریا کے ساتھ مصر میں آیا تھا۔ حبشی نوجوان طرطوش نے کہا۔
"تمہاری بہن ماریا کہاں ہے؟"

عنبر نے اسے بتایا کہ کس طرح وہ چھ کونوں والا ستارہ لے کر اہرام کے اندر قبر میں گئی اور وہاں سے غائب ہو گئی۔ حبشی طرطوش غور سے عنبر کی باتیں سن رہا تھا۔ پھر بولا:

"عنبر! دوست۔ تمہاری باتیں مجھے بڑی پُراسرار لگ رہی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو۔ اگر تم مجھے ہر بات کھول کر بتا دو تو ہو سکتا ہے میں ماریا کو تلاش کرنے میں تمہاری مدد کر سکوں۔"

عنبر نے سوچا کہ وہ طرطوش کو اپنے اور ماریا کے بارے میں اصل باتیں بتائے یا نہ بتائے۔ پھر اسے ماریا کا خیال آ گیا۔ ہو سکتا ہے یہ حبشی نوجوان ماریا کا کھوج لگانے میں اس کی مدد کر سکے۔ چنانچہ اس نے طرطوش کو اپنے اور ماریا اور ناگ کے بارے میں ساری باتیں بتا دیں۔ طرطوش حیران ہو کر عنبر کو تکنے لگا:

"اس کا مطلب ہے کہ تم لوگوں پر بھی کسی یہودی نے جادو کر رکھا ہے جو تم مر نہیں سکتے اور ماریا کسی کو دکھائی نہیں دیتی اور ناگ جس کی شکل چاہے اختیار کر لیتا ہے۔"

عنبر نے کہا: "نہیں۔ ہم پر کسی نے جادو نہیں کیا ہوا۔ بس یہ ہماری تقدیر میں ہی لکھا تھا کہ ہمارے ساتھ ایسا ہو گا اور ہم کئی ہزار برسوں سے اسی طرح سفر کر رہے ہیں اور اب تو ہم اپنے واپسی کے سفر پر ہیں۔ ہمارے ساتھ ایک لڑکی کیٹی بھی شامل ہو گئی ہے جس کا تعلق کسی دوسرے سیارے سے ہے۔"

حبشی طرطوش ہنسنے لگا: "عنبر دوست! تمہاری باتوں پر یقین نہیں آ رہا۔ لیکن چونکہ میں جادو کی طاقت سے واقف ہوں اور خود ایک عفریت بن چکا ہوں اس لیے تمہاری باتوں پر اعتبار کرتا ہوں۔"

عنبر نے کہا: "اب تم یہ بتاؤ کہ ماریا کو ہم کہاں تلاش کریں؟"

حبشی طرطوش نے آگے بڑھ کر گھوڑے کی باگ تھام لی جو اب خوف زدہ نہیں تھا اور دو قدم کے فاصلے پر اطمینان سے کھڑا تھا۔ طرطوش نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا:

"عنبر! آج سے تم میرے جگری دوست ہو۔ تم نے مجھے پھر سے نئی انسانی زندگی دی ہے۔ میں تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھلاؤں گا۔ تم اس گھوڑے پر بیٹھو۔ ہم واپس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس اہرام میں چلتے ہیں جہاں ماریا بہن گم ہو گئی تھی۔"

عنبر گھوڑے پر بیٹھ گیا۔ طرطوش حبشی نے گھوڑے کی باگ تھام لی اور وہ اہرام کی طرف چلے۔ اب ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی تھی۔ اہرام کے باہر گھوڑے کو کھڑا کرنے کے بعد دونوں اندر چلے گئے۔ عنبر نے ملکہ نفریتی کے تابوت والے چبوترے کے پاس آ کر طرطوش کو وہ سوراخ دکھایا جو اب کافی چوڑا ہو گیا تھا کیوں کہ عنبر نے اس کے پتھروں کو اکھاڑ ڈالا تھا۔ حبشی طرطوش نے جھک کر سوراخ کے اندر والی قبر کو دیکھا۔ وہ اس کے اندر اتر گیا۔ مگر وہاں اسے کچھ دکھائی نہ دیا۔ باہر آ کر اس نے عنبر سے کہا:

"میرے دوست! جس یہودی جادوگر جیکب نے مسلمانوں سے اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لیے مجھے انسان سے ایک خونی لاش بنا دیا تھا۔ یہ مجھے اسی کی کارستانی معلوم ہوتی ہے۔ وہ بڑا خطرناک جادوگر ہے۔"

عنبر نے طرطوش کو بتایا کہ یہودی جادوگر اور اس کے ساتھی کو اس نے ہلاک کر دیا تھا جس پر طرطوش بولا،

"یہ تم نے مجھے خوش خبری سنائی عنبر دوست کہ میں ان دونوں کو ہلاک کر چکا ہوں۔ مگر تم یہودی جادوگر سے واقف نہیں ہو۔ وہ ایک بہت بڑے شیطانی

ٹولے کا سردار تھا۔ یہ شیطانی ٹولہ مسلمانوں کا نام و نشان مٹانے کا ناپاک ارادہ رکھتا ہے۔ یہودی جادوگر جیکب اگرچہ مر چکا ہے مگر اس کا موکل زندہ ہو گا اور ماریا کو اس نے ہی غائب کیا ہو گا۔"

عنبر عجیب الجھن میں پھنس گیا تھا۔ اس نے کہا،

"کیا کوئی ایسا طریقہ ہے جس سے ہمیں ماریا کا کوئی سراغ مل سکے؟"

حبشی طرطوش نے کہا: "میرا گاؤں یہاں سے چار دن اور چار رات کے فاصلے پر حبشہ کی پہاڑیوں میں ہے۔ وہاں ایک غار میں طلسمی چٹان ہے میں نے اس طلسمی چٹان پر چلہ کیا تھا۔ اس چٹان پر اکیس روز چلہ کاٹنے کے بعد اگر میں اس پر ہاتھ رکھ کر سوال کروں تو چٹان کے اندر سے جواب مل جائے گا۔"

عنبر نے کہا: "کیا چٹان کی آواز سچی ہو گی؟"

طرطوش بولا: "اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اسی آواز نے ایک بار مجھے خبردار کیا تھا کہ میں جادوٹونے سے باز آ جاؤں اور [illegible] کام کروں۔ کیوں کہ یہ باتیں حرام ہیں اور ایک دن میں کسی مشکل میں پھنس جاؤں گا۔ میں نے اس کی آواز پر عمل نہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا اور میں عذاب میں پھنس گیا۔"

عنبر نے کہا: "تو پھر چلو تمہارے گاؤں کی طرف چلتے ہیں شاید چٹان کی آواز ہمیں ماریا کے بارے میں کچھ بتا دے۔"

طرطوش کہنے لگا: "میں خود اپنے گاؤں جانا چاہتا ہوں۔ وہاں میری بوڑھی ماں میری راہ دیکھ رہی ہو گی۔ میں اسے یہ کہہ کر آیا تھا کہ میں ملک مصر میں دولت کمانے جا رہا ہوں۔"

عنبر نے کہا: "اب اگر تم خالی ہاتھ گئے تو تمہاری ماں کو افسوس نہیں ہو گا؟"

طرطوش بولا: "وہ مجھے دیکھ کر خوش ہو جائے گی۔ ماؤں کو خزانوں سے بڑھ کر اپنے بچوں سے پیار ہوتا ہے۔"

عنبر بولا: "ہاں یہ تو تم ٹھیک کہتے ہو۔"

وہ رات انہوں نے ایک سرائے میں بسر کی اور دوسرے روز گھوڑوں پر سوار ہو کر کچھ کھانے کا سامان اور پانی ساتھ لے کر حبشہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

O

اب سنو کہ ماریا کے ساتھ کیا گزری۔

ماریا کو تیز آندھی کے جھکڑ نے اٹھا کر دیوار پر نظر آتی انسانی آنکھ کے ڈیلے کے اندر پھینک دیا۔ اس ڈیلے میں ایک انسانی جسم کھڑا اپنے سینے کو دونوں ہاتھوں سے نوچتے ہوئے حلق سے کراہ کی آواز نکال رہا تھا۔ ماریا جونہی آنکھ کے اندر گری اسے یوں لگا جیسے وہ کسی پہاڑی ڈھلان پر سے پھسلتی ہوئی نیچے کی طرف جا رہی ہے۔ نہ تو اسے کچھ دکھائی دے رہا تھا اور نہ اس کے ہاتھ پاؤں ہل رہے تھے کہ وہ کسی جھاڑی کو پکڑ کر رک جاتی۔ وہ پھسلتی چلی گئی اور پھر ایسے لگا جیسے ایک گہرے اندھیرے کنوئیں میں گر پڑی ہو۔ ماریا نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ چاروں طرف گہری تاریکی تھی۔ اس کے پاؤں میں طاقت واپس آ گئی تھی۔ اس نے ہاتھوں سے ٹٹولا۔ سامنے ایک دیوار تھی۔ وہ دیوار کے اندر گھسنے کی کوشش کرنے لگی کہ شاید دیوار میں سے گزر کر باہر کسی طرف نکل جائے۔ مگر دیوار نے ماریا کو راستہ نہ دیا۔ یہ ماریا کی ایک طاقت کی شکست تھی جس طاقت کی مدد سے وہ پتھروں اور لوہے کی دیواروں کے اندر سے بھی نکل جاتی تھی۔

ماریا دیوار کو ٹٹولتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کسی بہت بڑے پائپ میں سے گزر رہی ہے۔ وہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوئی آواز نہیں تھی۔ کافی آگے جانے کے بعد ماریا کو دُور روشنی کا چھوٹا سا دائرہ دکھائی دیا۔ وہ اس دائرے کی طرف بڑھتی گئی۔ روشنی بڑھتی گئی۔ قریب جاکر اس نے دیکھا کہ دیوار پر اسی طرح کی ایک بہت بڑی آنکھ بنی ہوئی تھی۔ جس نے اسے اہرام کے چبوترے کے اندر نگل لیا تھا۔ اس آنکھ کے ڈیلے میں بھی ایک گہرا گول سوراخ بنا ہوا تھا۔ یہ روشنی اس سوراخ میں سے آ رہی تھی۔

ماریا نے غور سے دیکھا آنکھ کے ڈیلے کے کنارے پر ایک انسانی چہرہ نمودار ہوا۔ یہ ایک عورت کا چہرہ تھا جس کے بال کھلے تھے اور چہرے پر وحشت برس رہی تھی۔ اس عورت نے اپنا بازو اوپر اٹھا کر ماریا کو واپس چلے جانے کا اشارہ کیا اور چہرہ نیچے کر کے آنکھ کے ڈیلے میں غائب ہو گئی۔ صاف ظاہر تھا کہ اس پر اسرار عورت نے ماریا کو دیکھ لیا تھا اور اس کے لیے وہ غائب نہیں تھی۔ ماریا پریشان سی ہو کر واپس جانے لگی تو اس کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ اس نے ہاتھ لگا کر دیکھا۔ یہ دیوار لوہے کی طرح سخت تھی اور وہ اس میں سے گزر نہیں سکتی تھی۔

ماریا نے ایک بار پھر دیوار والی آنکھ کے ڈیلے کے سوراخ کی طرف دیکھا۔ اب وہاں روشنی غائب ہو گئی تھی اور اندھیرا چھا

گیا تھا۔ اتنے میں ڈیلے کے اندر ایسی روشنی ابھری جیسے کسی نے موم بتی روشن کی ہو۔ تھوڑی دیر موم بتی کی روشنی ڈیلے کے گول سوراخ کے اندر دائیں بائیں لہرائی اور غائب ہو گئی۔ ماریا کے پاس سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ اس آنکھ کے ڈیلے کے سوراخ میں جھانک کر دیکھے کہ دوسری طرف کیا ہے؟ وہ آنکھ کے بالکل پاس آ گئی۔ یہ آنکھ بہت بڑی تھی اور پوری دیوار پر پھیلی ہوئی تھی۔ اگرچہ وہاں گھُپ اندھیرا چھایا ہوا تھا مگر آنکھ صاف دکھائی دے رہی تھی۔ ماریا زمین سے اُوپر اٹھی۔ ابھی اس میں اوپر اٹھنے اور ہوا میں تیرنے کی طاقت باقی تھی۔ وہ آنکھ کے ڈیلے کے سوراخ کے کنارے پر آ کر رُک گئی۔ اس نے دوسری طرف جھانک کر دیکھا تو اسے وہاں نیچے پتھر کی سیڑھی جاتی نظر آئی۔

ماریا کو سیڑھی پر پاؤں رکھ کر اترنے کی حاجت نہیں تھی۔ وہ اُڑ کر بھی نیچے جا سکتی تھی۔ جونہی اس نے اُڑ کر دوسری طرف جانے کی کوشش کی وہ ایک دم سے نیچے گر پڑی جیسے کسی نے اس کے پَر نوچ لیے ہوں اور وہ سیڑھیوں پر گر پڑی اور پھسلتی ہوئی نیچے آ گئی۔ اب اس کے اُڑنے کی طاقت بھی ختم ہو گئی تھی۔ ماریا کو اپنا جسم دکھائی دینے لگا۔ وہ عام عورت میں تبدیل ہو چکی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے سوچا کہ یہاں سے واپس نکل جانا چاہیے۔ وہ جلدی سے سیڑھیاں اوپر چڑھی کہ ڈھیلے والے سوراخ میں سے دوسری طرف چھلانگ لگا دے مگر اس کے اوپر چڑھتے ہی ڈھیلے کا سوراخ پتھر کی بھاری بھرکم سِل سے بند ہو گیا۔ ماریا اس آکھ کے اندر قید ہو کر رہ گئی تھی۔ اسے اندھیرے میں اب کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اب اسے اسی جگہ رہ کر وہاں سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ تلاش کرنا تھا تاکہ اس کی کھوئی طاقت اسے دوبارا مل جائے۔

اس وقت ماریا ایک عام عورت کے روپ میں تھی۔ وہ اڑ بھی نہیں سکتی تھی اور وہ غائب بھی نہیں تھی۔ ماریا دیوار کو پکڑ کر آگے بڑھنے لگی تو اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ اسے یوں تکلیف کا احساس ہوا جیسے کسی نے اس کی آنکھ میں کوئی چیز چبھو دی ہو۔ وہ بڑی حیران ہوئی کہ اس کی آنکھیں تو ماتھے پر ہیں اور ہاتھ دیوار کے پتھر پر لگا تھا پھر اس کی آنکھ میں تکلیف کس طرح ہوئی؟ ماریا نے ہاتھ دوسری بار پتھر پر رکھا تو ایک بار پھر اس کی آنکھ چبھ گئی۔ ماریا نے اپنا ہاتھ آنکھوں پر رکھا

تو اس کا جسم کانپ اٹھا۔ اس کے ماتھے پر ایک آنکھ بھی نہیں تھی۔ اس کا

ماتھا ناک تک سپاٹ تھا اور وہاں کی دونوں آنکھیں غائب ہو چکی تھیں۔ اس نے اپنی ہتھیلی کو ٹٹولا تو اس کی چیخ نکل گئی۔

ماریا کی دونوں آنکھیں اس کی دونوں ہتھیلی پر آ کر لگ چکی تھیں۔ ایک آنکھ ایک ہتھیلی پر لگی تھی اور دوسری آنکھ دوسری ہتھیلی پر لگی تھی جب اس نے دیوار پہ ہاتھ رکھا تھا کہ دیوار کا پتھر اس کی ہتھیلی پر لگی ہوئی آنکھ میں چبھ گیا تھا اور اسے تکلیف ہوئی تھی۔

ماریا خوف زدہ ہو کر وہیں بیٹھ گئی۔ اب وہ اپنی ہتھیلی کی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ دیکھنے کے لیے اب اسے اپنی دونوں ہتھیلیاں اٹھا کر سانپ کے پھن کی طرح آگے کرنی پڑتی تھیں۔ ماریا پر ایسی مصیبت کبھی نہیں پڑی تھی۔ بڑی سے بڑی مشکل میں بھی اس کی آنکھیں کبھی غائب نہیں ہوئی تھیں۔ وہ ہمیشہ اس کے چہرے پر ہی لگی رہی تھیں۔ لیکن اب اس کی آنکھیں اس کے چہرے کی بجائے اس کی ہتھیلیوں میں آ کر لگ گئی تھیں اور وہ چہرہ اٹھا کر دیکھنے کی بجائے ہاتھ اٹھا کر دیکھتی تھی۔ ماریا کا سر چکرا گیا تھا۔ اس نے ایک بار پھر اپنا ہاتھ اوپر اٹھا کر اپنے چہرے کو ہتھیلی کی آنکھ سے دیکھا۔ اس کا چہرہ صاف تھا۔ وہاں صرف اس کی ناک اور ہونٹ ہی باقی رہ گئے تھے۔ ماریا نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس کی ناک اور ہونٹ اپنی جگہ سے غائب نہیں ہوئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے۔ اسے اپنی قسمت پر سخت غصہ آیا۔ مگر وہ کسی زبردست طلسم میں گرفتار ہو کر کسی عجیب و غریب دنیا میں پہنچ گئی تھی اور کچھ نہ کر سکتی تھی۔

سیڑھیوں کے اوپر دیوار والی آنکھ کے ڈیلے کا سوراخ پتھر کی سل سے بند تھا اور اس کے سامنے ایک تنگ راستے پر گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ماریا نے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اٹھا کر انہیں لہرا کر آگے کی طرف دیکھا۔ اسے گہرے اندھیرے میں موم بتی کی روشنی نظر آئی جو کچھ فاصلے پر چمک کر، لہرا کر غائب ہو گئی۔

ماریا اٹھی اور جدھر سے روشنی چمک کر بجھ گئی تھی آہستہ آہستہ چلنے لگی۔ ایک تنگ سے راستے سے گذر کر وہ آگے گئی تو دیکھا کہ دور پتھروں میں ایک موم بتی جل رہی ہے ماریا کو صاف لگ رہا تھا کہ وہ کسی پہاڑ کے نیچے آ گئی ہے۔ پتھریلی چھت اس کے سر سے ایک فٹ ہی اونچی تھی۔ وہ موم بتی کی روشنی کی طرف بڑھنے لگی۔ وہاں اس قدر گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی کہ لگتا تھا کہ وہ کسی بہت بڑی قبر کے نیچے پہنچ گئی ہے۔ جہاں موم بتی جل رہی تھی وہاں ایک پتھروں کا تنگ راستہ نیچے جا رہا تھا۔ ماریا نے دیکھا کہ موم بتی ایک پتھر کی آنکھ کے اوپر لگی ہوئی تھی۔

ماریا وہاں آ کر رک گئی۔ خاموشی ۔۔۔ قبرستان ایسی گہری خاموشی۔ ماریا نیچے اتر گئی۔ تین سیڑھیوں کے بعد ایک بہت چوڑا دالان آ گیا جس میں بھدے پتھروں سے بنے ہوئے ستون کھڑے تھے۔ ان ستونوں کے پیچھے سے دو انسانی جسم جن کے چہروں پر سوائے ایک آنکھ کے اور کچھ نہیں تھا آگے بڑھے اور انہوں نے ماریا کو بازو سے پکڑ لیا۔ ماریا نے اپنی ہتھیلی اوپر کر کے انہیں دیکھا اور کہا:

'تم لوگ مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟ تم کون ہو؟'

ایک آنکھ والے آدمیوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ بول ہی نہیں سکتے تھے۔ کیوں کہ ان کے منہ نہیں تھے۔ انہوں نے اپنے سبز رنگ کے چمکیلے کپڑوں کی جیب میں سے ایک ایک ہاتھ لمبے کی زنجیر نکالی اور ماریا کے گلے میں ڈال کر اس کا سرا پکڑ لیا اور اسے کھینچتے ہوئے ایک طرف لے کر چلے۔ ماریا نے بہتیرا زور لگا کر ان کے قبضے سے نکلنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکی۔ وہ تو بالکل ہی ایک کمزور سی بچی بن کر رہ گئی تھی۔

یہ دونوں آدمی ماریا کو لے کر کسی ایک اونچی چھت والے کمرے میں لے آئے جہاں ایک اونچی سنگ مرمر کی کرسی رکھی تھی۔ ماریا کو اس کرسی کے آگے کھڑا کر دیا گیا اور دونوں آدمی دو قدم پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر چھت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ساتھ نیلے پیلے رنگ کی بتی جلنے بجھنے لگی۔ ایسا محسو
ہوتا تھا کہ اس چھت کے اندر سوراخ میں کوئی چھوٹا سا
فانوس روشن ہے جو گھوم رہا ہے اور کبھی کسی شیڈ کے
آگے آ جاتا ہے اور کبھی آگے نکل جاتا ہے۔ پتھروں
دیوار میں سے ایک گول دروازہ کھلا اور اندر سے جو چ
باہر نکلی اسے دیکھ کر ماریا کے جسم کے بال بھی کھڑ
ہو گئے۔ ماریا نے ہتھیلی ذرا سی اوپر اٹھا رکھی تھی
جیسے وہ اسے دیکھ سکے، لیکن اس عفریت نما انس
کو دیکھتے ہی ماریا نے اپنی ہتھیلی بند کر لی اور اس
کی آنکھ بند ہو گئی، لیکن دوسری آنکھ سے وہ کنکھیوں سے
اس عفریت نما انسان کا جائزہ لے رہی تھی۔

یہ دو لمبے لمبے بالوں بھرے بازوؤں اور دو ٹانگو
والے عفریت نما انسان کے گول سر پر دس بارہ آنکھیں
لگی ہوئی تھیں۔ اس کی زبان باہر کو نکلی ہوئی تھی جس
وہ بار بار اندر کو کھینچ لیتا تھا۔ وہ آتے ہی کرسی
بیٹھ گیا اور اپنی لمبی زبان نکال کر اپنی گردن اور
پچھے کاندھوں پر پھیرنے لگا۔ جب اس کی زبان اس
کے جسم سے ٹکراتی تو ایسی آواز آتی جیسے لکڑی پر ک
ریتی رگڑ رہا ہو۔

اس نے ماریا کی طرف دیکھ کر اپنی زبان میں کہا

"اس لڑکی کو لے جا کر دوسری مسلمان لڑکیوں کے
ساتھ قید کر دو۔"

دونوں آدمیوں نے جھک کر کہا،

"عظیم خلافت! ان سب ہتھیلی کی آنکھ والی مسلمان
لڑکیوں کو ہم کب یہودی بادشاہوں کا بدلہ لینے
شہر روانہ کریں گے؟"

عفریت انسان نما نے اپنی زبان اور اپنی آواز میں کہا،

"ہمارا پہلا جادوئی حملہ ناکام ہو گیا ہے۔ ہم
دوسرا بڑا حملہ سوچ سمجھ کر کریں گے۔ بڑی جلدی
کریں گے۔ اس کو لے جاؤ۔"

وہ اپنی زبان میں بات کر رہے تھے اور ان کا خیال
تھا کہ ماریا ان کی زبان نہیں سمجھتی ہے۔ مگر اس نے
ان کی ساری باتیں سن لی تھیں اور سمجھ بھی لی تھیں۔
ماریا کو یہ پتہ نہیں چل سکا تھا کہ وہ بولتے کہاں سے
ہیں۔ کیوں کہ ان کا کوئی منہ نہیں تھا۔ ان کے جسم
کے اندر سے آواز آتی ہے۔ عفریت نما انسان کے
ی بارہ آنکھیں سرخ شعاعیں چھوڑ رہی تھیں۔ ایک
والے آدمی ماریا کو لے کر اسی دالان کے آخر
گئے اور ایک کوٹھڑی کا دروازہ کھول کر اسے اندر
دے دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھوپڑی پر جلتی موم بتی

ماریا نے کوٹھڑی میں آتے ہی ہتھیلی کھول کر دیکھا۔ نیچی چھت والی کوٹھڑی میں تین لڑکیاں پہلے سے وہاں بیٹھی تھیں۔ ان سب کے چہرے کی آنکھیں غائب تھیں اور وہ اپنے بال کھولے سر جھکائے فرش پر دیوار کے ساتھ لگی بیٹھی تھیں اور ان کی ہتھیلیاں فرش پر اوندھی ٹکی ہوئی تھیں۔ ماریا نے اشاروں سے انہیں پوچھا: "کیا تمہارے علاوہ کوئی اور بھی یہاں ہے؟"

ان لڑکیوں میں سے ایک کے جسم سے آواز آئی۔

"نہیں۔ یہاں صرف ہم ہی تین لڑکیاں ہیں۔ اب تم آئی ہو تو ہم چار ہو گئی ہیں۔"

ماریا نے کہا: "تم قدیم عربی زبان بولتی ہو۔"

لڑکی بولی: "ہاں بہن — ہم قدیم عربی زبان جانتی ہیں۔"

ماریا نے اپنی ہتھیلیاں اوپر اٹھا لیں۔ ان لڑکیوں نے

بھی اپنی اپنی ہتھیلی اوپر اٹھا کر ماریا کی طرف ان کا منہ کر لیا۔ وہ ماریا کو غور سے دیکھنا چاہتی تھیں۔

ماریا نے آہستہ سے ان ہی کی زبان میں کہا:

"کیا تم مسلمان ہو؟"

"ہاں۔" ان تینوں نے ایک ساتھ جواب دیا۔

ماریا کہنے لگی: "کیا تم جانتی ہو کہ جس عفریت نما بلا نے ہمارے چہروں پر سے آنکھیں ہٹا کر ہماری ہتھیلیوں میں لگا دیا ہے وہ مسلمانوں کی پوری نسل کو ختم کر دینا چاہتا ہے۔"

"ہاں۔ ہمیں معلوم ہے۔ وہ ہمارے بھائی بہنوں کے دین کو ختم کرنے کے لیے ہمیں ہی استعمال کرنا چاہتا ہے تاکہ کسی پر شک نہ ہو۔"

"ہاں۔" ماریا نے کہا۔ "کیا تم لڑکیوں کی بھی پہلے میری طرح چہرے پر آنکھیں تھیں؟"

ایک لڑکی نے کہا: "ہاں — ہم انسان تھیں خوبصورت آنکھوں والی لڑکیاں تھیں کہ ایک آدمی ہمیں ہیرے جواہرات دلانے کے بہانے اہرام میں لے گیا اور پھر ایک آنکھ نے ہمیں اپنی طرف کھینچ لیا اور ہم یہاں پہنچ گئیں اور ہماری آنکھیں چہروں سے غائب ہو کر ہماری ہتھیلیوں پر آ کر لگ گئیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور ان لڑکیوں کے رونے کی آواز آنے لگی۔

ماریا نے کہا: "میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے لیکن اگر ہم اسی طرح روتی رہیں تو یہ بارہ آنکھوں والا عفریت اپنی خطرناک چال میں کامیاب ہو جائے گا۔ ایسا لگتا ہے کہ ہم پر صرف ایک طلسم کرنا باقی رہ گیا ہے۔ اس کے بعد ہمیں اپنا کچھ ہوش نہیں رہے گا اور ہم باہر نکل کر مسلمان عورتوں اور بچوں کو ہلاک کرنا شروع کر دیں گی۔ اس لیے ہمیں اس سے پہلے پہلے ان لوگوں کو تباہ کر کے یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔"

ایک لڑکی جو ان سب میں بڑی تھی بولی:

"یہاں سے فرار کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ ہم پوری طرح ان لوگوں کے قابو میں آ چکی ہیں۔"

ماریا نے کہا: "میں ناامید نہیں ہوں۔ ہمیں اپنی زندگی کی خاطر اور مصر کے ہزاروں مسلمانوں کی زندگیاں بچانے کی خاطر یہاں سے فرار ہونا ہو گا اور فرار ہونے سے پہلے اس بارہ آنکھوں والی بلا کو قتل کرنا ہو گا۔"

تینوں لڑکیاں اپنی ہتھیلیاں اوپر اٹھا کر پھٹی پھٹی آنکھوں سے ماریا کو تکنے لگیں۔

بڑی لڑکی نے پوچھا: "تمہارا نام کیا ہے؟"

ماریا نے کہا: "میرا نام عزالہ ہے۔"

ماریا انہیں اپنا عیسائی نام نہیں بتانا چاہتی تھی۔ کیوں کہ انہیں اس پر یقین نہیں آ سکتا تھا۔ بھلا ایک عیسائی لڑکی کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ مسلمان قوم کی بھلائی کے بارے میں سوچے۔ بڑی لڑکی سے ماریا نے پوچھا:

"یہ بتاؤ کیا تم میں سے کوئی لڑکی ایسی ہے جس کو بارہ آنکھوں والے عفریت کے پاس جانے کا اتفاق ہوا ہو؟"

بڑی لڑکی نے کہا: "مجھے ایک بار اس عفریت نے اپنے کمرے میں بلایا تھا اور میرے سر پر ایک تانبے کا ستارہ رکھ کر اس نے منتر پڑھے تھے۔ مگر میں ان کی زبان نہیں جانتی۔ یہ لوگ عجیب و غریب زبان میں باتیں کرتے ہیں۔"

ماریا نے کہا: "اتفاق کی بات ہے کہ ان کی زبان میں کچھ جانتی ہوں۔ میں نے بارہ آنکھوں والے عفریت کے ساتھ ان آدمیوں کو بات کرتے سنا ہے۔ یہ لوگ ہمیں مسلمانوں کے قتل عام کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے ہمیں بڑی جلدی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوئی ترکیب تلاش کرنا ہو گی"۔

بڑی لڑکی نے کہا: "ہم کچھ نہیں کر سکتیں ہم تمہارے مدد کریں گی اور جیسے ہمیں کہو گی ویسے ہی کریں گی"

جب ماریا ان تینوں لڑکیوں کی طرف سے ناامید ہو گئی تو اس نے خود سوچنا شروع کر دیا کہ وہ اس بارہ آنکھوں والے عفریت کو کس طرح ہلاک کر سکتی ہے۔ وہ جتنا سوچتی اتنا ہی الجھتی جاتی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کون سا طریقہ استعمال کرے۔

ان لڑکیوں کو اور اسے کھانا پانی دینے کے لیے ایک آنکھ والا آدمی آتا تھا۔ ایک بار اس کے ساتھ دوسرا آدمی بھی آیا۔ وہ اپنی زبان میں باتیں کر رہے تھے۔ انہیں چونکہ یقین تھا کہ یہ لڑکیاں ان کی زبان نہیں سمجھ سکتیں۔ اس لیے وہ بڑی آزادی سے بات کر رہے تھے۔

"سردار خولاف نہ جانے کیوں دیر کر رہا ہے"

دوسرا بولا:

"وہ آخری طلسم کے لیے کسی اندھیری اور طوفانی رات کا انتظار کر رہا ہے، کیوں کہ آخری طلسم بادلوں اور آندھی والی طوفانی رات میں ہی ہو سکتا ہے"

پہلا کہنے لگا: "کل میں نے سردار خولاف کی درمیانی

نیلی آنکھ میں سے پانی نکلتے دیکھا تھا۔ تم جانتے ہو کہ یہی وہ آنکھ ہے جس میں سردار کی اور ہم سب کی جان ہے۔ اس کی آنکھ میں سے نیلے پانی کا نکلنا اچھا شگون نہیں ہے"

دوسرا بولا: "ہم سردار خولاف کو کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اس کے خاص آدمی اور عظیم جادوگر جکیب کے شاگرد ہی اسے کچھ سمجھا سکتے ہیں"

پہلا کہنے لگا: "ہم ان سے بات کریں گے کہ جتنی جلدی ہو سکے ان لڑکیوں کو خونی چڑیلیں بنا کر شہر کے مسلمانوں کو قتل کرنے کے لیے چھوڑ دیا جائے"

وہ کوٹھڑی میں کھانا پانی رکھ کر چلے گئے۔ ماریا نے ان کی ساری باتیں سن بھی لی تھیں اور سمجھ بھی لی تھیں۔ جب وہ چلے گئے تو تینوں لڑکیوں نے ماریا سے پوچھا کہ وہ کیا باتیں کر رہے تھے۔ ماریا نے انہیں صرف اتنا بتایا کہ وہ آخری طلسم کی باتیں کر رہے تھے جو کسی طوفانی رات میں ان پر کیا جائیگا۔ لیکن دل میں ماریا خوش تھی کہ اسے بارہ آنکھوں والے عفریت کی زندگی کا راز معلوم ہو گیا تھا۔ اس کی اور یہاں کے سب ایک ایک آنکھ والے انسان اور عفریتوں کی جان اس کے سر کی بارہ آنکھوں میں سے درمیان والی نیلی آنکھ میں تھی۔ اگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کسی طرح اس نیلی آنکھ کو تباہ کر دیا جائے تو یہ سارا طلسم ختم ہو سکتا ہے اور مصر کے مسلمانوں پر نازل ہونے والی موت کی دوسری ہلاکت خیزی کو روکا جا سکتا ہے۔

سوال یہ تھا کہ اس نیلی آنکھ کو کس طرح نکالا جائے؟

یہی ایک ایسا سوال تھا جو ماریا کو بار بار پریشان کر رہا تھا اور اس کا ماریا کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

جس کوٹھڑی میں ماریا اپنی تین قیدی ساتھی لڑکیوں کے ساتھ بند تھی اس کے دروازے پر لمبی لمبی سلاخیں لگی تھیں۔ اس کے باہر تالا لگا تھا جو سامنے سے دکھائی نہیں دیتا تھا۔ یہ تالا دیوار کے پیچھے ایک طرف جا کر لگایا گیا تھا۔ ایک رات جب کہ اس کی تینوں ساتھی لڑکیاں سو رہی تھیں ماریا نے سوچا کہ اگر وہ کسی طرح تالا کھول کر باہر نکل جائے تو بارہ آنکھوں والے عفریت کے کمرے میں جا کر اس پر حملہ کرنے کی کوشش کر سکتی ہے۔ اگرچہ اس میں اسے اپنی جان کا خطرہ بھی نظر آ رہا تھا۔ کیوں کہ وہ اب ایک عام لڑکی تھی اور ہو سکتا ہے کہ وہ مر بھی سکتا ہے۔

لیکن ماریا ایک کوشش ضرور کرنا چاہتی تھی۔ وہ سلاخوں والے بند دروازے کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ تالا دیکھنے کے لیے اس نے اپنا ہاتھ سلاخوں میں سے باہر نکالا اور ہتھیلی دیوار

کی دوسری طرف گھما دی تا کہ اس کی ہتھیلی میں جو آنکھ لگی ہوئی ہے اس کی مدد سے تالے کو دیکھ سکے۔ جونہی ماریا نے اپنی ہتھیلی گھما کر دیوار کی طرف کی ایک کالا بچھو ایک سوراخ میں سے نکل کر آیا اور اس نے ماریا کی ہتھیلی پر ڈس دیا۔ ماریا درد سے تڑپ اٹھی۔ درد اتنی شدید تھی کہ وہ بے ہوش ہو گئی۔ مصر کے اہراموں میں پائے جانے والے اس کالے بچھو کا زہر انسان کو ہلاک بھی کر دیتا تھا۔ اس زہر کی تاثیر سے انسان کے خون کے ذرے الٹ پلٹ ہو جاتے تھے۔

لیکن یہ بچھو ماریا کے حق میں بڑا نیک شگون ثابت ہوا۔ بچھو کے زہر نے ماریا کے جسم کے خون میں شامل ہو کر اس کے سفید اور سرخ ذروں میں طوفان برپا کر دیا اور وہ ایک ایک کر کے غائب ہونا شروع ہو گئے۔ جب ماریا کو ہوش آیا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اس کا جسم غائب ہو چکا تھا۔ اس نے اپنی ہتھیلی دیکھی۔ اس کی کسی بھی ہتھیلی پر آنکھ نہیں تھی۔ اس نے جلدی سے اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرا۔ اس کی دونوں آنکھیں اس کے ماتھے پر واپس آ چکی تھیں وہ پھر سے غیبی ماریا بن گئی تھی۔

ماریا کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ بچھو کا زہر اس کے حق میں بڑی نعمت ثابت ہوا تھا۔ لیکن اسے ایک خواب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی تھا کہ کہیں وہ بارہ آنکھوں والے عفریت کے سامنے جاتے ہی پھر سے وہی انوکھی لڑکی نہ بن جائے کہ جس کی آنکھیں اس کی ہتھیلیوں میں تھیں۔ کچھ بھی ہو۔ ماریا کو اب اس موقع سے فائدہ اٹھانا ہو گا۔

اس نے اپنی ساتھی قیدی لڑکیوں کو بھی جگانے کی ضرورت محسوس نہ کی اور کوٹھڑی کی سلاخوں میں سے گذر گئی۔ اسے خوشی ہوئی کہ وہ بغیر کسی محنت کے لوہے کی سلاخوں میں سے گذر گئی تھی۔ یعنی اس کا مطلب تھا کہ اس کی ساری طاقت اسے واپس مل گئی تھی۔ ماریا بھدے پتھریلے ستونوں والے دالان میں چلتی چلتی اس کمرے میں آ گئی جہاں پہلی بار اسے بارہ آنکھوں والی بلا کے سامنے لایا گیا تھا اور وہ دیوار میں سے نکل کر کرسی پر آ کر بیٹھ گیا تھا۔ یہ کمرہ خالی تھا۔ بارہ آنکھوں والے عفریت کی کرسی اسی طرح پڑی تھی۔ ایک آنکھ والا آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک طشت تھا جس میں چراغ میں ڈالنے والا تیل تھا۔ اس نے طاق میں رکھے سونے کے چراغ میں تیل ڈالا اور باہر نکل گیا۔

ماریا اس کے بالکل قریب کھڑی تھی مگر اس کو ماریا نظر نہیں آ رہی تھی۔ جب وہ چلا گیا تو ماریا اس دیوار میں سے گذر گئی۔ جس میں سے نکل کر وہ بارہ آنکھوں والا عفریت نما

انسان آیا تھا۔ ماریا اب بڑی آسانی کے ساتھ پتھر کی مضبوط دیوار میں سے گذر گئی تھی۔ دوسری طرف ایک لمبا سا برآمدہ تھا جس کی چھت پہ پتھر کی کتنی ہی بڑی بڑی آنکھیں لگی تھیں۔ اور وہ آنکھیں بار بار اپنی پلکیں جھپک رہی تھیں۔ ماریا کو ایک بار پھر خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں یہ آنکھیں اسے دیکھ تو نہیں رہی ہیں۔ وہ ان آنکھوں کے بالکل نیچے جا کر کھڑی ہو گئی۔

کسی آنکھ میں کوئی خاص بات پیدا نہ ہوئی۔ وہ ویسی کی ویسی رہیں۔ ماریا برآمدے کے آخری کنارے پہ آ گئی۔ یہاں ایک گول آنکھ بنی تھی جس میں دروازہ تھا اور اس دروازے تک جانے کے لیے سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ ماریا اڑ کر جانے کی بجائے سیڑھیوں پر چڑھ کر آنکھ کا دروازہ کھول کر دوسری طرف گئی۔

کیا دیکھتی ہے کہ یہاں ایک دربار سا لگا ہے۔ بارہ آنکھوں والا عفریت نما انسان ایک شاندار اونچے تخت پہ بیٹھا ہے۔ اس کے ایک ہاتھ میں تانبے کا چھ کونوں والا ستارہ ہے اور دوسرے ہاتھ میں چاندی کی صلیب ہے۔ اس کی دونوں جانب ایک آنکھ والی مخلوق قطار باندھے پتھروں کے ستونوں پر بیٹھی ہے۔ درمیان میں ایک بہت بڑی انگیٹھی رکھی ہے جس میں آگ جل رہی ہے۔ ایک آدمی انگیٹھی کے پاس کھڑا ہے اور اس میں تھوڑی تھوڑی دیر بعد تیل کی قسم کی کوئی شے انڈیل دیتا تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جس سے آگ کے شعلے اور زیادہ تیز ہو جاتے تھے۔

ماریا پیچھے سے آہستہ آہستہ چل کر بارہ آنکھوں والے خولاف کے قریب آگئی۔ اس کے سر کی بارہ آنکھیں کھلی تھیں اور ان کے ڈیلے گردش کرتے ہوئے چاروں طرف دیکھ رہے تھے۔ ان کے درمیان میں وہ نیلی آنکھ تھی جس میں خولاف کی جان تھی۔ اسی آنکھ کو ماریا نے کچلنا تھا۔ ماریا کو ایک بات کا خطرہ لگا تھا کہ کہیں خولاف کی آنکھیں اسے دیکھ نہ لیں اور دوسرے یہ بھی ڈر تھا کہ کہیں اچانک اس کی طاقت ختم نہ ہو جائے۔ اگر ایسا ہو گیا اور وہ ظاہر ہو گئی تو یہ خونخوار مخلوق اسے ہرگز زندہ نہ چھوڑے گی۔

ماریا نے دیکھا کہ آگ کی بڑی انگیٹھی میں لوہے کی دو سلاخیں بھی رکھی تھیں جو اب سرخ ہو گئی تھیں۔ خولاف کے جسم سے گرج دار آواز نکلی۔

"جاؤ ان چاروں مسلمان لڑکیوں کو پکڑ کر یہاں لاؤ۔ ان کی آنکھوں میں یہ گرم سلاخیں ٹھونس کر ان پر آخری طلسم کیا جائے گا۔"

ماریا کانپ اٹھی تو یہ سلاخیں اس کے لیے اور ان بے چاری مسلمان لڑکیوں کے لیے آگ میں سرخ کی جا رہی تھیں؟ اب وہ زیادہ دیر نہیں کر سکتی تھی۔ اسے جو کچھ

کرنا تھا ابھی کرنا تھا۔ دو آدمی جلدی سے قید خانے کی طرف بھاگے تا کہ قیدی لڑکیوں کو پکڑ کر لایا جائے۔

ماریا سوچنے لگی کہ وہ کس طریقے سے بارہ آنکھوں والے اس عفریت کی نیلی آنکھ کو کچلے؟ اس کے پاس کوئی خنجر بھی نہیں تھا۔ آس پاس بھی کوئی ایسی شے یا ہتھیار نہیں تھا۔ اتنے میں دونوں آدمی قیدی مسلمان لڑکیوں کو پکڑ کر لے آئے اور انہوں نے گھبرا کر کہا کہ چوتھی لڑکی غائب ہو چکی ہے۔ یعنی ماریا وہاں نہیں ہے۔ سردار خولاف کرسی پر سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"وہ بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتی۔ اسے تلاش کر کے یہاں لاؤ۔ اور جب تک ان تینوں مسلمان لڑکیوں کی آنکھیں ان دہکتی ہوئی سلاخوں سے پھوڑ ڈالو۔"

قیدی مسلمان لڑکیاں رونے لگیں اور رحم کے لیے آوازیں بلند کرنے لگیں۔ مگر چار آدمیوں نے انہیں پکڑ کر زمین پر لٹا دیا اور ان کی ہتھیلیوں کو پکڑ لیا تا کہ ان میں کی جلتی آنکھوں میں آگ سے دہکتی ہوئی سلاخیں پھیرو دی جائیں۔

ماریا اب وہاں کھڑی تماشہ نہیں دیکھ سکتی تھی۔ چھلانگ لگا کر اپنی جگہ سے اچھلی اور آگ والی انگیٹھی کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے لپک کر دہکتی ہوئی آگ میں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گرم سرخ سلاخ باہر نکال لی۔ سلاخ اس کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گئی۔ حیرت سے سب لوگوں کے منہ کھل گئے۔ بارہ آنکھوں والا عفریت خولات بھی اپنی بارہ آنکھیں گھما گھما کر تکنے لگا:

"یہ ایک سلاخ کہاں غائب ہو گئی ہے؟ ضرور یہاں کوئی غیبی شے موجود ہے؟"

سب مخلوق غیبی مخلوق کو تلاش کرنے لگی۔ مگر ماریا کو ان کے پڑدادا اور استاد بھی تلاش نہیں کر سکتے تھے۔ اتنی دیر میں ماریا دہکتی ہوئی سلاخ لے کر خولات عفریت کے سر پر پہنچ چکی تھی۔ خولات کو اپنے سر کے قریب آگ کی گرمی محسوس ہوئی تو وہ اچھل کر پرے ہٹ گیا۔ دوسری طرف مسلمان لڑکیوں کی آنکھوں میں گرم سلاخ پھرنے ہی والی تھی۔ سردار خولات نے بلند آواز میں کہا:

"آخری طلسم شروع کر دو۔"

ماریا تیزی سے ان دو آدمیوں کی طرف لپکی جنہوں نے تینوں مسلمان لڑکیوں کو زمین پر بکروں کی طرح دبوچ رکھا تھا اور آنکھیں پھوڑنے ہی والے تھے۔ ماریا نے جاتے ہی اس آدمی کی گردن پر پوری طاقت سے لات ماری جس کے ہاتھ میں دہکتی ہوئی سلاخ تھی۔ اس مخلوق کے منہ سے ایک چیخ نکلی۔

اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ منہ کے بل آگ کی انگیٹھی کے اوپر گر پڑا۔ وہاں ہڑبونگ مچ گئی۔

خولات غصے سے کانپنے لگا:

"اے دیوتا جیکب کی روح! ہماری مدد کر کسی غیبی دشمن نے ہم پر حملہ کر دیا ہے۔"

وہ اٹھ کر ستون کے پاس آ گیا۔ اس کی بارہ آنکھیں تیزی سے گردش کر رہی تھی۔ ماریا پیچھے سے ستون کے اوپر اڑتی ہوئی آ گئی۔ اس نے خولات عفریت کی نیلی آنکھ کو غور کر دیکھا۔ نیلی آنکھ نے بھی شاید غیبی ماریا کو دیکھ لیا تھا۔ اس کی پلکیں جلدی جلدی اُٹھنے اور بند ہونے لگیں۔ اگر نیلی آنکھ چیخ سکتی تو وہ چیخ کر خولات کو خبردار کر دیتی کہ اس کی زندگی پر موت کا حملہ ہونے ہی والا ہے۔ مگر نیلی آنکھ بول نہیں سکتی تھی۔ ماریا نے نیلی آنکھ کا نشانہ بنایا اور دہکتی ہوئی گرم سلاخ اس میں پوری طاقت سے گھسیڑ دی۔

دو بھیانک آوازیں بلند ہوئیں۔ پہلی آواز لوہے کی گرم سلاخ کے نیلی آنکھ میں گھسنے کی شوں کی آواز تھی اور دوسری آواز بارہ آنکھوں والے عفریت خولات کی المناک چیخ تھی۔ اس چیخ کی آواز نے وہاں جتنے ایک آنکھ والے لوگ کھڑے تھے بے ہوش کر دیئے۔ گرم سلاخ خولات عفریت کی نیلی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آنکھ میں گھسی ہوئی تھی اور وہ زمین پر ایک ٹانگ اٹھ
شدید درد کے مارے تڑپ رہا تھا۔ وہ گرم سلاخ پر ہا
رکھتا کر اسے باہر نکالے تو اس کا ہاتھ جل جاتا۔

پھر وہ دھڑام سے منہ کے بل فرش پر گر پڑا۔ ماریا
نے دیکھا کر خولات عفریت کی نیلی آنکھ سے اُبلتا ہوا
سفید خون نکل رہا تھا۔ اور اس کی باقی گیارہ آنکھیں بند
ہونے لگی تھیں۔ تینوں قیدی مسلمان لڑکیاں اٹھ کر وہاں سے
بھاگ گئی تھیں۔ خولات کے باقی آدمی بے ہوش پڑے
تھے۔ خولات عفریت آخری سانس لے رہا تھا اور اس کا
جسم آہستہ آہستہ مٹی بنتا جا رہا تھا۔ پھر وہ مٹی بن گیا
فرش پر صرف اس کی ہڈیاں ہی باقی رہ گئیں۔ ماریا نے
پلٹ کر دیکھا تو اس کے ساتھیوں کا بھی یہی حشر ہوا
ان کے گوشت بھی مٹی بن چکے تھے اور صرف ہڈیوں کے
پنجر فرش پر پڑے تھے۔ ماریا تین مسلمان لڑکیوں کی تلاش
میں قید خانے کی طرف بھاگی۔ مگر قید خانہ خالی پڑا تھا
ماریا تیز تیز اڑتی نیچی چھت والے لمبے دالان میں سے نکل
پتھر کی تین سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آئی۔ سیڑھیوں کے اوپر کھ
والی موم بتی بجھ چکی تھی۔

ماریا مسلمان لڑکیوں کو ڈھونڈتی ہوئی ایک کوٹھڑی کے قریب

سے گذری تو اسے اندر سے رونے کی آواز سنائی دی۔ ماریا جلد
کوٹھڑی کے اندر گئی تو دیکھا کر موم بتی کی روشنی میں ایک لمبے
بالوں والی لڑکی فرش پر رسیوں میں جکڑی پڑی ہے۔ ماریا نے
اسے فوراً پہچان لیا۔ یہ وہی لڑکی تھی جس نے اس تہہ خانے میں
آنے سے پہلے اسے ہاتھ سے واپس جانے کا اشارہ کیا تھا۔
لڑکی کو بالکل خبر نہ تھی کہ ماریا اس کے پاس بیٹھی ہے
ماریا نے لڑکی کو غور سے دیکھا تو یہی وہ لڑکی تھی جس
کی شکل اسے نفریتی کے اہرام میں زمین کے اندر دیواروں پر بنی
بڑی آنکھ کے ڈھیلے میں بھی دکھائی دی تھی اور جس کو ماریا
مردہ سمجھی تھی۔ یہ لڑکی اپنے سینے کو تکلیف سے بار بار ملوں
رہی تھی اور اس کے منہ سے کراہ کی ہلکی ہلکی آوازیں
نکل رہی تھی۔

ماریا نے اس کی رسیاں کھول دیں۔ تو لڑکی نے چونک کر
اسے رسیاں کھولنے والے کی شکل دکھائی نہ دی سوائے
گی۔

"کون ہو تم؟"

ماریا نے کہا: "ایک آسمانی روح ہوں جو تمہاری
مدد کو آئی ہے۔"

لڑکی پہلے ہی بہت ڈر اور خوف دیکھ چکی تھی۔ اب وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا ٹوٹی۔ نیک آسمانی روح کا سن کر اسے یقین آ گیا
کہنے لگی:

"خدا کا شکر ہے کہ اس نے میری فریاد سن لی اور میری مدد کے لیے آسمانی روح کو بھیجا۔"

ماریا نے اسے اٹھا کر بٹھا دیا اور کہا:

"یہاں تین مسلمان لڑکیاں اور بھی ہیں۔ میں انہیں ڈھونڈ کر ابھی لاتی ہوں۔"

لڑکی نے کہا: "خدا کے لیے مجھے اکیلی چھوڑ کر نہ جاؤ وہ ظالم عفریت آ جائیں گے اور مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے۔"

ماریا نے کہا: "گھبراؤ نہیں۔ میں نے ان سب کو ہلاک کر دیا ہے۔ اب یہاں کوئی نہیں آئے گا۔"

لڑکی بولی: "خدایا تیرا شکر ہے۔ اے نیک روح وہ تینوں مسلمان لڑکیاں میری سہیلیاں ہیں۔ یہ عفریت جادو کے زور سے ہم چاروں کو یہاں لائے تھے ان پر آخری طلسم ہونے والا تھا اور مجھ پر ابھی پہلا طلسم ہی ہوا تھا۔ کیا میری سہیلیاں زندہ ہیں؟"

ماریا نے کہا: "میں نے انہیں آخری طلسم سے بچا لیا ہے۔ وہ بھاگ اٹھی تھیں۔ یہیں کہیں ہوں

میں انہیں ڈھونڈ کر اسی جگہ لاتی ہوں۔"

ماریا پلٹ کر کوٹھڑی سے باہر آئی اور اس نے تینوں مسلمان لڑکیوں کو ادھر اُدھر دیکھنا شروع کر دیا۔ مگر وہ اسے کہیں نہ ملیں۔ اچانک ماریا نے دیکھا کہ وہ تینوں لڑکیاں بھاگتی ہوئی آ رہی ہیں۔ ماریا نے دیکھا کہ ان کے جسم بالکل لڑکیوں ایسے ہو گئے تھے اور شکلیں بھی انسانی بن گئی تھیں۔ یعنی ان کی آنکھیں اب چہرے پر لگی تھیں۔ وہ بھاگ کر چوتھی مسلمان لڑکی کی کوٹھڑی میں داخل ہو گئیں۔ ماریا بھی ان کے پیچھے پیچھے کوٹھڑی میں داخل ہو گئی۔

بڑی مسلمان لڑکی جاتے ہی کوٹھڑی والی لڑکی سے لپٹ گئی۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے کہ ہماری پیاری سہیلی ہمیں زندہ سلامت مل گئی۔"

ایک لڑکی نے پوچھا: "راغلانہ تمہیں کس نے رسیاں کھول کر آزاد کیا؟"

کوٹھڑی والی لڑکی کا نام راغلانہ تھا۔ اس نے کہا:

"پہلے یہ بتاؤ کہ تم کس طرح انسانی شکل واپس آئیں اور آزاد ہوئیں؟"

بڑی لڑکی نے کہا: "عفریت غولان ہلاک ہو چکا ہے۔ ان کا جادو ختم ہو گیا ہے۔ اب ہم سب آزاد ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مگر خوات عفریت کو کس نے ہلاک کیا؟"

بڑی لڑکی کہنے لگی: "ہمیں کچھ خبر نہیں ہے کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔ وہ لوگ گرم سلاخوں سے ہماری ہتھیلی کی آنکھیں پھوڑنے ہی لگے تھے کہ کسی نے خوات عفریت کی نیلی آنکھ میں گرم دہکتی ہوئی سلاخ ٹھونک دی اور وہ تڑپنے لگا۔ وہ مر گیا ہو گا۔ جب ہی تو ہم پر اس کا جادو ختم ہو گیا اور ہماری آنکھیں واپس ہمارے چہروں پر آ گئیں۔"

ماغلانہ نے کہا: "یہ ضرور اسی نیک آسمانی روح کا کارنامہ ہو گا۔"

"کون نیک آسمانی روح؟" ایک لڑکی نے پوچھا۔

ماغلانہ نے اسے بتایا کہ ایک نیک آسمانی روح اس کی کوٹھڑی میں آئی تھی اور اس نے اس کی رسیاں کھول تھیں۔ اور اب وہ تم تینوں کی تلاش میں واپس گئی ہے۔ بڑی لڑکی بولی:

"ہمارے ساتھ ایک چوتھی لڑکی بھی قید خانے میں تھی۔ وہ غائب ہے۔ خدا جانے کہاں چلی گئی ہے۔"

ماریا نے غیبی آواز میں کہا: "وہ لڑکی یہاں سے نکل کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئی تھی۔"

تینوں مسلمان لڑکیاں ڈر کر ایک دوسری سے لگ گئیں۔ وہ ماریا کی غیبی آواز سے خوف کھا گئی تھیں۔

ماغلانہ نے مسکرا کر کہا:

"گھبراؤ نہیں ۔۔۔ یہ اسی نیک روح کی آواز ہے جس نے مجھے آزاد کیا تھا۔"

پھر ماغلانہ نے مسکرا کر کہا:

"اے نیک روح! میری تینوں سہیلیاں واپس آ گئی ہیں اور ان کا طلسم ٹوٹ چکا ہے۔"

ماریا بولی: "میں دیکھ رہی ہوں۔ اب تم یہاں سے باہر نکل چلو۔ کہیں کوئی دوسرا طلسم تم پر اپنا اثر ڈالنا نہ شروع کر دے۔"

ماریا چاروں مسلمان لڑکیوں کو لے کر سرنگ میں سے نکل کر دیوار والی آنکھ کے سوراخ میں سے دوسری طرف غار میں آ گئی۔ آنکھ سے نکلتے ہی آنکھ غائب ہو گئی۔ اسی طرح جب وہ اہرام والی دیوار پر بنی ہوئی آنکھ میں سے نکل کر چبوترے کے اندر والی قبر میں داخل ہوئیں تو وہ آنکھ بھی غائب ہو گئی۔ ماریا اور چاروں لڑکیاں بھی ملکہ لاژق کے چبوترے کے بیچ والے چھوٹے سوراخ میں سے باہر آ گئیں۔ ماریا نے چاروں لڑکیوں کو ان کے گھروں تک پہنچایا اور خود عنبر کو ڈھونڈنے سرائے کی طرف چل پڑی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاشوں کا چور

عنبر اور حبشی نوجوان طرطوش صحرا میں سفر کر رہے تھے۔

جیسا کہ آپ نے پچھلے باب میں پڑھا ہوگا عنبر اس وقت ماریا کی تلاش میں ہے اور حبشی نوجوان طرطوش کے ساتھ ملک حبشہ میں اس کے گاؤں کی طرف جا رہا ہے۔ کیوں کہ حبشی طرطوش نے اسے بتایا ہے کہ اس کے گاؤں کے باہر ایک پہاڑی غار میں ایک ایسا بھاری پتھر ہے جس پر اگر وہ اکیس روز چلّہ کاٹے تو وہ ہر سوال کا جواب دے گا۔ عنبر اس پتھر سے ماریا کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہے۔

چار دنوں اور چار راتوں کے سفر کے بعد عنبر اور حبشی نوجوان طرطوش ملک حبشہ میں داخل ہو گئے۔ طرطوش عنبر کو اپنے گھر لے گیا۔ طرطوش کی بوڑھی ماں اپنے بیٹے کو دیکھ کر بے حد خوش ہوئی۔ اس نے اپنے بچے کو سینے سے لگا لیا۔ ایک دن اور ایک رات طرطوش نے آرام کر کے سفر کی تھکاوٹ دور کی۔ تیسرے روز شام کو

وہ عنبر کو اپنے ساتھ گاؤں سے دور پہاڑی غار کے اندر لے گیا۔ یہاں ایک بھاری تکونا پتھر دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ طرطوش نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"عنبر دوست! یہی وہ پتھر ہے جس کے بارے میں میں نے تمہیں بتایا تھا کہ یہ میرے سوال کا جواب دے گا۔ مگر اس کے لیے مجھے اس کے آگے بیٹھ کر اکیس روز چلّہ کاٹنا ہوگا۔"

عنبر نے پوچھا: "کیا یہ چلّہ خطرناک ہے؟"

طرطوش بولا: "نہیں ایسا خطرناک بھی نہیں ہے۔ ہاں اگر اس وقت جب میں آنکھیں بند کیے رات کو منتر پڑھ رہا ہوں کوئی مجھے آواز دے دے تو میری موت واقع ہو سکتی ہے۔"

عنبر نے کہا: "تم بے فکر رہو۔ جب تم چلّہ کاٹ رہے ہوگے تو میں اس غار کے باہر پہرہ دوں گا۔ کیا تم صرف رات کو ہی چلّہ کاٹو گے؟"

"ہاں عنبر دوست! مجھے آدھی رات کے بعد یہاں بیٹھ کر مقدس منتر پڑھنے ہوں گے۔ یہ منتر وہ ہیں کہ پتھر کو بھی نرم کر دیتے ہیں اور وہ بات کرنے لگتے ہیں۔"

عنبر کہنے لگا: "خیر یہ تو تم ہی بہتر جانتے ہو کیونکہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں ایسی باتوں پر یقین نہیں رکھتا۔"

طرطوش حبشی ہنسا اور کہنے لگا:

"اکیس دنوں کے بعد جب تم خود اس پتھر کو بولتے سنو گے تو تمہیں اپنے آپ یقین آ جائے گا۔ آؤ اب واپس گھر چلتے ہیں۔ رات کو آئیں گے۔"

عنبر اور طرطوش واپس گھر آ گئے۔ اسی دن جب آدھی رات گزر گئی تو طرطوش نے عنبر کو ساتھ لیا اور غار میں آ کر پتھر کے سامنے بیٹھ گیا اور منتر پڑھنے لگا۔ اس نے ایک دیا وہاں روشن کر کے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ لیا تھا اور کبھی کبھی منتر پڑھتے ہوئے اس کی لو کو غور سے دیکھ لیتا تھا۔

عنبر غار کے باہر پہرہ دے رہا تھا۔ وہ رات گزر گئی۔ اسی طرح بیس راتیں گزر گئیں۔ پھر چلّے کی اکیسویں رات آ گئی۔ یہ آخری رات تھی۔ اس رات پچھلے پہر پتھر نے بات کرنی تھی۔ عنبر بے تاب تھا کہ دیکھو یہ پتھر ماریا، ناگ اور کیٹی کے بارے میں کیا بتاتا ہے۔ جب آخری رات کا چلّہ بھی طرطوش نے ختم کر لیا تو اس نے اُٹھ کر پتھر کو چوما اور اس پر ہاتھ رکھ کر اس نے وہ سوال دُہرایا جو عنبر نے اسے بتایا تھا۔

"اے پتھر! میں نے اپنے منتر پڑھ کر تجھے زبان

دی ہے۔ اب مجھے بتا کہ میرے دوست عنبر کی ساتھی ماریا کہاں ہو گی؟"

پتھر میں سے ایک آواز گونجتی سنائی دی:

"ماریا کے متعلق مجھے کچھ بتانے کا حکم نہیں ہے۔"

عنبر نے پریشان ہو کر طرطوش کی طرف دیکھا۔

طرطوش نے عنبر سے کہا:

"دوسرا سوال بتاؤ دوست؟"

عنبر نے کہا: "اس سے پوچھو ناگ اور کیٹی کہاں ہیں؟"

طرطوش حبشی نے پتھر سے دوسرا سوال پوچھا تو اس نے کہا:

"ناگ اور کیٹی کے بارے میں بھی مجھے کچھ بتانے کا حکم نہیں ہے یہ راز ہے اور میں اس راز کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔"

طرطوش نے ایک بار پھر عنبر کی طرف دیکھا۔

عنبر نے کندھے جھکا لیے اور بولا:

"اس سے پوچھو کہ مجھے ان کے بارے میں کوئی ایسا اشارہ ہی بتا دے کہ جس سے انہیں تلاش کرنے میں آسانی ہو۔"

طرطوش حبشی نے پتھر سے اشارہ بتانے کی بات کی تو اس نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ان کے بارے میں، میں کوئی اشارہ بھی نہیں بتا سکتا۔ میں جانتا ہوں ماریا اس وقت کہاں ہے، میں اسے دیکھ رہا ہوں، مگر یہ وقت کا تاریخ کا ایک ایسا راز ہے کہ اگر میں نے ظاہر کر دیا تو میرے پرخچے اُڑ جائیں گے، میں مجبور ہوں۔

عنبر نے کہا ''میرے پاس اب کچھ پوچھنے کو نہیں ہے۔ تم کو اگر کچھ پوچھنا ہو تو پوچھ لو۔''

طرطوش بولا ''میں نے یہ چلّہ اپنے لیے نہیں، تمہارے لیے کیا تھا۔''

اور وہ دیا بجھا کر اُٹھ بیٹھا ''آؤ واپس گھر چلتے ہیں۔''

راستے میں طرطوش نے عنبر سے پوچھا:

''معلوم ہوتا ہے تم کسی بڑے پُراسرار کام پر لگائے گئے ہو۔ آج تک اس پتھر نے کبھی یوں بے بسی کا اظہار نہیں کیا۔''

عنبر بولا ''ہاں کچھ ایسا ہی معاملہ ہے۔ یہ ایک ایسا راز ہے۔ جس کی تفصیل میں تمہیں بیان نہیں کر سکتا۔ بس جتنا میں نے اپنے اور ناگ ماریا کے بارے میں بتا دیا ہے، اتنا ہی بہت ہے۔ لیکن تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا یہ پتھر تمہیں زمین کے اندر چھپے

ہوئے خزانوں کے بارے میں کچھ نہیں بتاتا؟ تم دولت کی تلاش میں مصریوں کیوں گئے تھے؟''

طرطوش نے کہا: ''یہ پتھر دولت کے بارے میں خاموش رہتا ہے۔ یہ تو صرف اچھی باتوں کا ہی جواب دیتا ہے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ اب تمہارا کیا ارادہ ہے عنبر دوست؟''

عنبر نے ایک گہرا سانس لیا اور بولا:

''سوائے اس کے میں اور کیا کر سکتا ہوں کہ خود ناگ ماریا کی تلاش میں یہاں سے نکل چلوں۔''

طرطوش حبشی نے کہا: ''دوست عنبر! تم شاید بھول گئے ہو۔ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ شیطانی ٹولے کا سردار یہودی جادوگر جیکب مر چکا ہے۔ مگر اس کا مؤکل ابھی زندہ ہے اور وہ ہماری تلاش میں ہو گا تاکہ وہ ہم سے یہودی کی موت کا بدلہ لے سکے اور ہمیں یا صرف تجھے مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لیے ایک بار پھر استعمال کر سکے۔''

عنبر نے کہا ''ہاں — یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔''

طرطوش کہنے لگا ''اور یہ ہو سکتا ہے کہ اس مؤکل کی مدد سے تمہیں ماریا کے بارے میں کچھ پتہ چل جائے کیوں کہ وہ بھی تمہارے ساتھ ہی تھی۔''

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے غور کیا تو اسے احساس ہوا کہ طرطوش ٹھیک کہہ رہا تھا۔ مردہ یہودی جادوگر کے خطرناک مؤکل کو بھی اس کے انجام تک پہنچانا ضروری تھا۔ ورنہ طرطوش کی زندگی ہمیشہ خطرے میں رہے گی۔ اس نے کہا:

"دوست طرطوش! میں اس پراسرار مؤکل کا انتظار کروں گا جو انتقام لینے کی فکر میں ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ ہم کب تک اس کا انتظار کریں گے، کیا تمہیں یقین ہے کہ اس کا مؤکل ہماری تلاش میں ہو گا؟"

طرطوش کہنے لگا، "جس جادوگر کو کوئی قتل کر دے تو اس کا مؤکل کچھ دنوں کے بعد اپنے مالک کے قاتل کی تلاش میں اس کے گھر میں ضرور آتا ہے۔ مجھے یہاں آئے ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں اور میں نے ہی یہودی جادوگر کو ہلاک کیا تھا! اس لیے ہو سکتا ہے وہ آج کل میں یہاں آ جائے لیکن اگر تم ماریا کی تلاش میں ضرور جانا چاہتے ہو تو میں تمہیں نہیں روکوں گا۔ میں خود اس خونخوار مؤکل کا مقابلہ کر لوں گا۔"

عنبر نے کہا، "نہیں طرطوش! میں تمہارے ساتھ رہوں گا اور ہم دونوں مل کر اس خونی مؤکل کا مقابلہ

کریں گے۔"

طرطوش حبشی نے مسکرا کر عنبر کی طرف دیکھا اور کہا:

"مجھے تم سے یہی امید تھی۔"

○

عنبر حبشی نوجوان طرطوش کے گھر رہنے لگا۔

دوستو! ہم عنبر کو طرطوش کے گاؤں میں چھوڑتے ہیں اور ناگ کی طرف چلتے ہیں جو شاہ فرانسو کی شاہی کنیز عابدہ کے ساتھ کیٹی کا بغیر سر کے دھڑ ایک صندوق میں بند کیے ایک قافلے کے ساتھ قرطبہ کی طرف جا رہا ہے کیونکہ عابدہ کا خیال ہے کہ ہو سکتا ہے۔ سیاح رمیدو (جو کہ اصل میں قارون کی بدروح تھی) ہی کیٹی کا سر کاٹ کر لے گیا ہو اور وہ قرطبہ کی طرف واپس گیا ہو۔ کیوں کہ وہ سپین کا رہنے والا تھا۔

ناگ ایک گھوڑے پر سوار تھا۔ عابدہ دوسرے گھوڑے پر بیٹھی تھی۔ کیٹی کی سر کٹی لاش کا صندوق تیسرے گھوڑے پر لدا تھا اور یہ دونوں ایک چھوٹے سے قافلے کے ساتھ ایک پہاڑی علاقے سے گزرتے چلے جا رہے تھے۔ قافلہ خاموشی سے سفر کرتا رہا۔

دوسری طرف قارون (کی بدروح) کیٹی کا کٹا ہوا سر لے کر قرطبہ پہنچ چکا تھا۔ وہ رات کے اندھیرے میں گھوڑے پر سوار اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کنوئیں کے پاس جنگل میں آ گیا جس کے اندر وہ کھڑکی تھی جو قارون کے خزانے کے گنبد کو جاتی تھی۔ قارون کی بدروح اس وقت انسانی شکل میں تھا۔ یعنی سیاہ رمیدو کی شکل میں تھا۔ لیکن اس کا وقت پورا ہو چکا تھا اور وہ کنوئیں کی کھڑکی میں سے نکلتے ہی پھر سے بدروح بن گیا۔ مگر چوکور آنکھوں والی لڑکی کا کٹا ہوا سر اس کے پاس تھا۔ قارون کی بدروح اپنے گنبد کے قریب سے گذر کر سیدھی پتھروں والی دیوار کے پاس خار دار جھاڑیوں میں آ گئی۔ یہاں اندھیرا تھا۔ قارون کی بدروح نے شیطانی دیوتا کو آواز دی:

"اے شیطانی دیوتا! میں نے تمہاری شرط پوری کر دی ہے۔ میں ایک چوکور آنکھوں والی لڑکی کا سر لے کر آ گیا ہوں۔ اب اسے قبول کر اور اپنی شرط پوری کر اور مجھے ہمیشہ کے لیے دوبارہ انسانی شکل عطا کر تا کہ میں اپنی بے پناہ دولت کے ساتھ ایک بار پھر عیش و آرام کی زندگی بسر کر سکوں۔"

جھاڑیوں میں سے شیطانی دیوتا کی آواز آئی:

"اے قارون کی بدروح! اس کٹے ہوئے سر کو ابھی کھوپڑی میں بدلنا ہے۔ جب تک اس کٹے ہوئے سر کی کھوپڑی نہیں بن جاتی تمہیں ہمیشہ کے لیے انسانی شکل نہیں دی جا سکتی۔"

قارون کی بدروح نے کہا: "شیطانی دیوتا! میں ابھی اس سر کو آگ میں اس کی کھال جلا کر اسے کھوپڑی بنائے دیتا ہوں۔"

شیطانی دیوتا نے کہا: "نہیں تم ایسا کرو گے تو میں اپنی شرط پوری نہیں کر سکوں گا۔ چوکور آنکھوں والی اس لڑکی کے سر کو قدرتی طور پر کھوپڑی میں بدلنا ہو گا۔ جب قدرتی طور پر اس سر کی کھال اتر کر مٹی بن جائے گی اور نیچے سے اس کی صاف شفاف کھوپڑی نکل آئے گی۔ تب کہیں جا کر تم کو انسانی شکل عطا کی جائے گی۔ پھر تم کبھی واپس بدروح کی شکل اختیار نہیں کرو گے اور ہمیشہ عیش و آرام سے رہو گے۔ اس لیے ابھی اس کٹے ہوئے سر کو گنبد میں جواہرات کے کسی صندوق میں رکھ کر بند کر دو اور اس کے کھوپڑی بننے کا انتظار کرو۔"

قارون کی بدروح نے کہا: "جو حکم شیطانی دیوتا۔ میں ایسا ہی کروں گا۔"

شیطانی دیوتا کی آواز گونجی:

"لیکن تمہیں اس سر کی رکھوالی کرنی ہو گی کیوں کہ ہو سکتا ہے کوئی خزانے کی تلاش میں یہاں آئے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے بھی چرا کر ساتھ لے جائے۔"

قارون کی بدروح بولی :"میں اس کی رکھوالی کروں گا۔ اور کسی کو اتنی اجازت نہیں دوں گا کہ وہ اسے چرا کر لے جائے۔"

قارون کی بدروح نے کیٹی کے سر کا تھیلا اٹھایا اور گم میں آ گیا۔ یہاں اس کا خزانہ بکھرا پڑا تھا۔ جگہ جگہ ہیرے موتیوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ دیواروں اور ستونوں کے پاس سونے چاندی کے زیورات اور جواہرات کے ہاروں سے بھرے ہوئے بے شمار صندوق رکھے تھے۔ یہ قارون کی بدروح کا اپنا خزانہ تھا۔ وہ ایک ستون کے پاس آ گئی۔

یہاں سب سے نیچے ایک بھاری سیاہ لکڑی کا صندوق رکھا تھا۔ قارون کی بدروح نے اس صندوق کو کھول دیا۔ اندر جواہرات جگ مگ کرنے لگے۔

قارون کی بدروح نے کیٹی کا کٹا ہوا سر تھیلے میں سے نکالا اور جواہرات کے ڈھیر کے نیچے دبا کر رکھ دیا اور صندوق کو بند کر کے اس کے اوپر دوسرے صندوق رکھ دیئے جس صندوق میں بدروح نے کیٹی کا سر رکھا تھا اس کے تالے والی جگہ پر ایک سیاہ مہر لگی تھی جس پر بلی کا سر بنا ہوا تھا۔

قارون کی بدروح نے خوشی کا ایک قہقہہ لگایا جو ایک بھیانک

کی طرح تھی۔ قارون کی بدروح کو پورا پورا یقین تھا کہ اس کے خفیہ خزانے کے گنبد تک کوئی انسان نہیں آ سکتا۔ پھر بھی اس نے کنوئیں والی کھڑکی کو ایک بھاری پتھر سے بند کر دیا اور گنبد کے ارد گرد پھرنے لگی۔

دوسری طرف ناگ اور شاہی کنیز عابدہ کیٹی کی لاش والے صندوق کو لیے قرطبہ کی سرائے میں پہنچ گئے۔ شام کا وقت تھا۔ ناگ نے کیٹی کی لاش والے صندوق کو سرائے کی کوٹھڑی میں رکھ کر اس کا ڈھکنا کھول کر دیکھا۔ کیٹی کی لاش بالکل ویسی کی ویسی پڑی تھی۔ اس میں ذرا سی بھی خرابی نہیں ہوئی تھی۔ عابدہ بھی ناگ کے پاس کھڑی تھی، کہنے لگی :

"ناگ بھیا! لاش بالکل ٹھیک حالت میں ہے۔"

ناگ نے کہا :"ہاں، عابدہ! یہ کیٹی کی لاش ہے جس کا خون ہمارے تمہارے خون سے بہت مختلف ہے۔ لیکن یہ صرف تین ماہ تک ایسی رہ سکتی ہے اس کے بعد اس کے خون میں تبدیلی آ جائے گی۔ اور یہ لاش مٹی بن جائے گی۔ پھر ہم کیٹی کو کبھی دوبارہ زندہ نہیں کر سکیں گے۔"

پھر ناگ نے عابدہ کی طرف دیکھ کر کہا :

"عابدہ بہن! میرا خیال ہے کہ تمہیں اپنے ماں باپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے پاس غرناطہ جانا چاہیے۔ کیوں کہ تم بھی موت کے منہ سے نکل کر یہاں تک آئی ہو اور وہ تمہاری یاد میں بے قرار ہوں گے۔"

عابدہ نے کہا: "لیکن ناگ بھیا! میں تمہیں اس حالت میں اکیلا چھوڑ کر نہیں جانا چاہتی۔"

ناگ کہنے لگا: "تم میری فکر نہ کرو عابدہ! میں ان مصیبتوں کا عادی ہوں۔ میرا کہا مانو اور اپنے گھر جاؤ۔ ہاں کچھ روز گزارنے کے بعد اس سرائے میں آ کر اگر چاہو تو میرا پتہ کر لینا۔"

عابدہ ناگ کو چھوڑ کر جانا نہیں چاہتی تھی مگر ناگ نے اسے مجبور کر دیا اور وہ دوسرے دن صبح صبح گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے ماں باپ کے گھر کی طرف غرناطہ شہر کو روانہ ہو گئی۔

اب ناگ قرطبہ شہر کی اس سرائے میں اکیلا رہ گیا۔ کیٹی کی سر کٹی لاش صندوق میں بند پڑی تھی جسے ناگ نے تالا لگا کر رکھا ہوا تھا۔ ناگ نے اب شہر میں گھوم پھر اپنے اس سیاح دوست رمیدو کو ڈھونڈنے کی مہم شروع کر دی جس کے بارے میں اسے یقین تھا کہ وہی کسی سے کیٹی کا سر کاٹ کر ساتھ لے آیا ہے۔ ناگ کی میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ رمیدو نے ایسا کیوں کیا

ہو سکتا ہے وہ اس پر کوئی طلسم کرنا چاہتا ہو۔ کیوں کہ اس زمانے میں لاش کے کٹے ہوئے سروں پر طلسم کرنے کی بیماری عام تھی اور لوگ راتوں رات کسی خفیہ خزانے کو تلاش کر کے دولت مند بن جاتے تھے۔

ناگ صبح سے شام تک شہر کے بازاروں اور گلی کوچوں میں چل پھر کر سیاح رمیدو کا سراغ لگانے کی کوشش کرتا اور شام کو واپس سرائے میں آ جاتا۔ قرطبہ میں اسے چوتھا روز گزر رہا تھا۔ ابھی لاش کے زندہ ہونے کی مہلت میں ڈھائی مہینے باقی تھے۔ ناگ کو عنبر اور ماریا کا بھی خیال آتا کہ نہ جانے وہ کہاں ہیں۔ اگر اس کے ساتھ ہوتے تو ماریا کم از کم مکانوں کے اندر جا کر رمیدو کو ڈھونڈ سکتی تھی۔

اس زمانے میں قرطبہ پر مسلمانوں کی حکومت تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب قرطبہ میں ڈاکٹری علم پر بڑا کام ہو رہا تھا۔ ایک مشہور مسلمان سرجن الجریدی انسان کی لاشوں پر تجربے کر کے بیماریوں کا پتہ چلا رہا تھا کہ فلاں بیماری کا انسان پر کیا اثر ہوتا ہے اور اسے کس طرح دور کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے اسے ہر ہفتے ایک تازہ انسانی لاش کی ضرورت ہوتی تھی اور مُردہ لاش ملنی بہت مشکل تھی۔ کیوں کہ لوگ اپنے اپنے مُردوں کو قبروں میں دفن کر دیتے تھے۔ پھر ان کی قبروں کی رکھوالی بھی کرتے تھے کہ کوئی لاش چور قبر سے لاش نکال کر نہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لے جائے۔

سرجن الجریدی نے اپنے خفیہ ایجنٹ چھوڑ رکھے تھے جو اسے ہر ہفتے کوئی نہ کوئی لاش کسی قبر سے نکال کر لا دیتے تھے۔ اسے ہر بار تازہ لاش کی ضرورت ہوتی تھی۔ پرانی لاش پر وہ ڈاکٹری تجربے نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے لاش کے لیے بھاری رقم رکھی ہوئی تھی جو وہ خفیہ طور پر لاش چوروں کو دیتا تھا۔ پھر بھی تازہ لاش مشکل سے ملتی تھی۔ کیوں کہ لوگوں کو بھی پتہ چل گیا تھا کہ کوئی لاش خور جانور قبروں میں سے تازہ مردے اکھاڑ کر لے جاتا ہے۔

ایک بار جب دو ہفتے گزر گئے اور سرجن الجریدی نے تپ دق کے بارے میں انسانی لاش کے پھیپھڑوں پر ایک ضروری تجربہ کرنا تھا تو وہ بے چین ہو گیا۔ اس نے اپنے خاص ایجنٹ کو بلا کر کہا:

"میں ایک لاش کا ایک سو دینار دوں گا۔ مجھے کہیں سے لاش لا دو۔ نہیں تو میرا تجربہ ادھورا رہ جائے گا۔ اس میں سارے انسانوں کی بھلائی ہے۔ میں تپ دق کے علاج کی کوئی دوا ایجاد کرنا چاہتا ہوں۔"

ایجنٹ نے کہا: "میں کوشش کروں گا۔"

ایک سو دینار بہت بڑی رقم تھی۔ یہ آج کے زمانے

کے دس لاکھ روپے تھے۔ ایجنٹ نے فوراً اپنے ایک لاش چور کو اپنے گھر بلایا اور کہا:

"میں تمہیں پچاس دینار دوں گا۔ مجھے کہیں نہ کہیں سے ایک انسانی لاش لا کر دو۔"

لاش چور نے کہا: "حضور! قبرستان کے گرد لوگوں نے اپنے پہرہ دار بٹھا رکھے ہیں۔ اب وہاں سے کسی تازہ مردے کو اکھاڑ کر لانا ناممکن ہے۔"

ایجنٹ نے کہا: "اچھا ہے تم کسی زندہ آدمی کو ہلاک کرو، لیکن مجھے دو دن کے اندر اندر کہیں سے لاش لا کر دو۔ یہ لو — میں دس دینار تمہیں پیشگی دیتا ہوں۔"

سونے کے دس دینار پا کر لاش چور بہت خوش ہوا۔ اس نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ دو دن میں کوئی نہ کوئی لاش ضرور لا کر دے گا خواہ اس کے لیے اسے کسی زندہ انسان کو ہی ہلاک کیوں نہ کرنا پڑے۔

لاش چور اب کسی ایسے شکار کی تلاش میں تھا جس کو وہ قتل کر سکے اور اس کی لاش ایجنٹ کے حوالے کر دے۔ لاش چور اسی شہر کا رہنے والا تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ کس آدمی کو وہ آسانی سے قتل کر سکتا ہے؟ اچانک اسے ایک چوکیدار کا خیال آگیا جو اس کا دوست بھی تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور ساری رات شہر کے ایک بازار میں پہرہ دینے کے بعد دن کے وقت سویا رہتا تھا۔ لاش چور نے سوچا کہ وہ اس چوکیدار کو سوتے میں بڑے آرام سے قتل کر دے گا۔ چنانچہ وہ دوپہر کے بعد اپنے گھر سے نکلا اور چوکیدار کی مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔

چوکیدار بازار کے کونے پر ایک مکان کی کوٹھڑی میں رہتا تھا۔ لاش چور نے دروازے پر دستک دی۔ چوکیدار نے جو موٹا تازہ تھا دروازہ کھولا اور لاش چور کو اپنی نیند بھری آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کرخت آواز میں بولا:

"تم اس وقت مجھے تنگ کرنے کیوں آ گئے ہو؟ تمہیں معلوم نہیں کہ یہ میرا آرام کرنے کا وقت ہوتا ہے؟ ساری رات میں جاگ کر پہرہ دیتا ہوں۔"

لاش چور نے جیب سے سونے کا ایک دینار نکال کر کہا: "میرے دوست میں جانتا ہوں کہ یہ تمہارے آرام کا وقت ہے مگر میں تمہیں یہ دینار اسی وقت دے کر خوش کرنا چاہتا تھا۔"

چوکیدار دینار کو دیکھ کر خوش ہو گیا اور بولا: "یہ دینار۔ تم نے کہاں سے چوری کیا ہے؟"

لاش چور بولا: "خدا مجھ سے چوری نہ کرائے۔ بات یہ ہے کہ میں پرانے کھنڈروں کی سیر کر رہا تھا کہ

وہاں مجھے ایک بٹوہ گرا ہوا ملا جس میں دو دینار تھے۔ ایک میں نے رکھ لیا اور ایک تمہیں دے رہا ہوں۔ کیوں کہ تم میرے بڑے اچھے دوست ہو۔"

چوکیدار نے دینار لے کر جیب میں رکھ لیا اور بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔ لاش چور اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہوئے اس کے سونے کا انتظار کرنے لگا۔ اس نے اپنے لمبے کرتے کی جیب میں ایک تیز دھار والا خنجر چھپا کر رکھ لیا تھا۔

چوکیدار کو سخت نیند آ رہی تھی۔ وہ لاش چور کی باتوں کا ہوں ہاں میں ہی جواب دے رہا تھا۔ پھر اس نے ہوں ہاں کہنا بھی بند کر دیا۔ اور ہلکے ہلکے خراٹے لینے لگا۔ جب لاش چور نے اس کے خراٹوں کی آواز سنی تو اسے اطمینان ہو گیا کہ چوکیدار سو گیا ہے اور اس کو قتل کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ لاش چور نے اپنی جیب سے خنجر نکالا اور اسے ہاتھ میں لے کر دبے قدم اٹھاتا سوئے ہوئے چوکیدار کی طرف بڑھا۔

لاش چور چارپائی کے پاس پہنچ کر حملہ کرنے ہی والا تھا کہ اس کا پاؤں زمین [illegible] رکھے پانی کے لوٹے سے ٹکرا گیا۔ شور کی آواز بلند ہوئی اور چوکیدار کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے جو لاش چور کو خنجر ہاتھ میں لیے اوپر کھڑے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیکھا تو اچھل کر دور جا گرا اور لپک کر دیوار سے لٹکی ہوئی تلوار کھینچ لی۔ اب تو لاش چور کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ چوکیدار نے چلا کر غصے سے کہا:

"تو تم مجھے قتل کرنے آئے تھے حرام خور؟"

چوکیدار تلوار لے کر لاش چور پر جھپٹا۔ لاش چور خنجر پھینک کر باہر کی طرف بھاگا۔ چوکیدار تلوار لہراتا اس کے پیچھے بھاگا۔ گلیوں میں سے بھاگتا ہوا لاش چور سرائے میں اس کوٹھڑی میں گھس گیا۔ جہاں ناگ بیٹھا ہوا تھا۔ لاش چور نے آتے ہی ناگ کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے اور پھر قدموں میں گر کر بولا:

"ایک قاتل میرے پیچھے لگا ہے۔ وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ مجھے اس سے بچاؤ۔ خدا کے لیے بچاؤ۔"

ناگ نے کہا: "میرے پلنگ کے نیچے چھپ جاؤ۔"

لاش چور ناگ کے پلنگ کے نیچے گھس گیا۔ ناگ نے پلنگ پر چادر ڈال دی۔ تھوڑی دیر میں چوکیدار ہاتھ میں تلوار لیے آیا اور ناگ سے پوچھا:

"تم نے ایک دبلے پتلے آدمی کو تو یہاں نہیں دیکھا۔ وہ مجھے قتل کرنے آیا تھا۔"

ناگ نے کہا: "میں نے تو نہیں دیکھا۔"

یہ سن کر چوکیدار بولا: "آج وہ حرام خور مجھ سے بچ کر نہیں جا سکتا۔"

اور تلوار لہراتا سرائے سے باہر نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد ناگ نے لاش چور کو پلنگ کے نیچے سے نکالا اور کہا:

"وہ تو کہہ رہا تھا کہ تم اسے قتل کرنے آئے تھے۔"

لاش چور بڑی معصوم سی صورت بنا کر بولا:

"حضور! میں تو ایک کمزور سا آدمی ہوں۔ اسے کیسے قتل کر سکتا ہوں۔ وہ میرا دوست ہے ہمارا جھگڑا ہو گیا اور وہ تلوار لے کر مجھے قتل کرنے کے لیے جھپٹا۔"

ناگ نے کہا: "اچھا وہ چلا گیا ہے اب تم بھی جا سکتے ہو۔"

لاش چور کو اپنی جان کی فکر پڑی تھی۔ وہ رات اسی کوٹھڑی میں گزارنا چاہتا تھا تاکہ دوسرے دن منہ اندھیرے وہاں سے کسی دوسرے شہر چلا جائے۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ اب چوکیدار اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اس نے پاؤں پکڑ لیے اور کہا:

"حضور! مجھے باہر نہ بھیجیں۔ وہ مجھے نہیں چھوڑے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گا۔ خدا کے لیے مجھے صرف آج کی رات اس
کوٹھڑی میں چھپائے رکھیں۔ صبح منہ اندھیرے میں
یہاں سے کسی دوسرے شہر کو چلا جاؤں گا۔"

ناگ کو لاش چور پر رحم آ گیا۔ اس نے اسے کوٹھڑی میں چھپے رہنے کی اجازت دے دی اور اٹھ کر دروازہ بند کر دیا۔ ناگ کو کیا خبر تھی کہ یہ اس کا دشمن ہے جو وہاں آ گیا ہے۔ اس نے لاش چور کو کھانا بھی کھلایا اور اس سے باتیں کرنے لگا۔

لاش چور نے ناگ کو جھوٹ موٹ بتایا کہ وہ ایک غریب مزدور ہے اور شہر میں مزدوری کر کے پیٹ پالتا ہے۔

عنبر نے کہا: "تم بے فکر ہو کر یہاں رات گزارو۔
یہاں تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔"

لاش چور کی نگاہ کئی بار دیوار کے ساتھ لگے اس بھاری صندوق پر پڑی تھی جس میں کیٹی کی سرکٹی لاش بند تھی۔ اس نے باتوں ہی باتوں میں ناگ سے پوچھا کہ اس صندوق میں کیا ہے؟

ناگ نے کہا: "میرے کپڑے اور ضروری سامان ہے
میں تاجر ہوں۔ دوسرے شہروں سے مال لا کر

فروخت کرتا ہوں۔"

مگر لاش چور کو شک سا پڑ گیا کہ اس صندوق میں بڑی قیمتی چیزیں ہیں اور ہو سکتا ہے اس تاجر (یعنی ناگ) نے سونے کے دینار بھی رکھے ہوں۔ کیوں کہ ناگ اسے ایک امیر سوداگر لگا تھا۔ لاش چور نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ جونہی موقع ملا وہ صندوق کھول کر اس میں سے جواہرات اور دوسری قیمتی چیزیں چرا کر لے جائے گا۔ اب وہ موقع کی تلاش میں رہا۔ اور یہ موقع اسے بہت جلد مل گیا۔ جب رات ہوئی تو ناگ نے سوچا کہ کیوں نہ وہ پرانے کھنڈر میں جا کر رمیدو کا سراغ لگانے کی کوشش کرے۔ کیوں کہ اگر رمیدو نے کسی عمل یا چلّے کے لیے کیٹی کا سر کاٹا ہے تو وہ ضرور اسی کھنڈر میں ہو گا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ چلّہ کاٹنے اور طلسمی عمل کرنے کے لیے قرطبہ کا وہ کھنڈر بڑا مشہور تھا۔

ناگ نے لاش چور سے کہا کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے باہر جا رہا ہے۔ اس لیے وہ کوٹھڑی کی حفاظت کرے۔ لاش کے صندوق پر چونکہ مضبوط تالا لگا تھا۔ اس لیے ناگ کو کوئی فکر نہیں تھی۔ ویسے بھی اسے یقین تھا کہ صندوق میں سے لاش کو کوئی چور نہیں نکالے گا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ لاش چور کو ایک لاش ہی کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ چلا گیا۔ لاش چور بڑا خوش ہوا کہ اسے موقع مل گیا ہے۔ ناگ کو گئے جب کچھ دیر ہو گئی تو لاش چور نے پتھر مار کر صندوق کا تالا توڑ ڈالا اور بے تابی سے اس کا ڈھکن کھول دیا۔ جونہی اس نے اندر ایک سر کٹی انسانی تازہ لاش دیکھی تو اس کے منہ سے ایک بار تو چیخ نکل گئی۔ پھر وہ سنبھل گیا۔ اور لاش کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اسے اس کے دل کی مراد مل گئی تھی۔ وہ لاش ایجنٹ کے حوالے کر کے اس سے چالیس سونے کے دینار حاصل کر سکتا تھا۔ چور نے کوٹھڑی کے دروازے میں سے جھانک کر دیکھا۔

بدروح کا زرد شعلہ

رات سنسان تھی، باہر کوئی نہیں تھا۔

لاش چور کے لیے یہ ایک سنہری موقع تھا۔ اس نے پلنگ کی چادر میں لاش کو صندوق میں سے نکال کر رکھا۔ اسے لپیٹا اور کاندھے پر ڈال کر کوٹھڑی سے باہر آ گیا۔ وہ اس بات پر ضرور حیران تھا کہ اس عورت کی لاش کا سر کہاں غائب ہو گیا ہے اور یہ تاجر تو کوئی قاتل نکلا کہ ایک عورت کی سر کٹی لاش اپنی کوٹھڑی میں رکھے بیٹھا تھا۔

لاش چور کو صرف ایک ہی ڈر تھا کہ کہیں وہ کم بخت چوکیدار نہ اسے مل جائے۔ لیکن وہ شہر کی دوسری طرف سے نکل کر سنسان بازار میں آ گیا۔ یہاں چوکیدار کے ملنے کا خطرہ نہیں تھا۔ یہ بازار اور گلیاں لاش چور کی دیکھی بھالی تھیں۔ کیٹ کی لاش اتنی بھاری نہیں تھی۔ چنانچہ وہ اسے اٹھائے خاموش اور ویران گلیوں میں سے گزرتا لاشوں کے ایجنٹ کے مکان پر آ گیا۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

لاشوں کا ایجنٹ آنکھیں ملتا آیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اس وقت کون آیا ہے؟"

اس نے دروازہ کھولا تو لاش چور نے اندر آ کر کیٹی کی لاش کو پلنگ پر ڈال دیا۔ ایجنٹ بولا:

"کم بخت یہ اس وقت کہاں سے لاش لایا ہے؟"

پھر لاش کے منہ سے چادر ہٹا کر کیٹی کی سر کٹی لاش دیکھی تو تعجب سے بولا:

"لگتا ہے اس کو تم نے ابھی ابھی قتل کیا ہے۔ لاش گرم ہے۔ مگر اس کا سر کہاں ہے؟"

لاش چور بولا: "حضور! میں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ ایک جگہ سے مجھے قتل کی ہوئی مل گئی ہے۔ اس کا سر غائب تھا!"

ایجنٹ بولا: "کوئی بات نہیں۔ سر کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔"

لاش چور نے کہا: "حضور! میرا انعام مجھے عنایت کر دیں۔ مجھے ذرا جلدی ہے۔"

ایجنٹ نے الماری میں سے باقی چالیس دینار نکال کر لاش چور کے حوالے کیے اور وہ دینار جیب میں ڈال کر رفو چکر ہو گیا۔ ایجنٹ نے لاش کو اپنے پلنگ کے نیچے اسی چادر میں لپیٹ کر چھپا دیا۔ وہ منہ اندھیرے اس لاش کو قرطبہ کے مشہور سرجن الجریدی کی حویلی میں لے جانا چاہتا

تھا تاکہ اس سے اپنا انعام باقی پچاس دینار وصول کر سکے۔

ادھر جب آدھی رات تک کھنڈر میں گھومنے کے بعد ناگ واپس کوٹھڑی میں آیا تو صندوق کو کھلا دیکھ کر دھک سے رہ گیا۔ جلدی سے صندوق میں جھانک کر دیکھا تو کیٹی کی لاش غائب تھی اور وہ آدمی بھی غائب تھا جس کو ناگ نے اپنی کوٹھڑی میں پناہ دی تھی۔ ناگ تو سر پیٹ کر رہ گیا۔ ظاہر تھا کہ وہی آدمی کیٹی کی لاش کو چرا کر لے گیا تھا۔ پہلے کیٹی کا سر غائب ہوا اور اب اس کی باقی لاش غائب ہو گئی تھی۔ یہ معمّا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر وہ آدمی لاش کو کس مقصد کے لیے لے گیا ہے؟ ناگ پریشان ہو کر کوٹھڑی سے باہر نکلا۔ باہر چاروں طرف خاموشی اور گہرا اندھیرا چھایا تھا۔ وہ تھوڑی دور تک لاش چور کی تلاش میں گیا مگر وہ اس شہر کے پراسرار گنجان گلی کوچوں سے ناواقف تھا۔ اس لیے یہ سوچ کر واپس آ گیا کہ دن نکلے گا تو وہ کیٹی کی لاش کا کوئی سراغ لگانے کی کوشش کرے گا۔

دوسری طرف منہ اندھیرے کا وقت ہوا تو سرجن الجریدی کا ایجنٹ کیٹی کی لاش کو ایک بوری میں ڈال کر خفیہ راستوں سے سرجن کی حویلی میں لے گیا۔ سرجن الجریدی ایک ادھیڑ عمر سرجن تھا اور اپنے فن میں بڑا ماہر تھا۔ اس نے کیٹی کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاش دیکھی تو کہا:

"اس کا سر نہیں ہے۔ خیر کوئی بات نہیں لیکن میں حیران ہوں کہ اس کی گردن پر خون کے نشان نہیں ہیں اور جسم بھی گرم ہے۔ کہیں تم اسے قتل کر کے تو نہیں لائے؟"

ایجنٹ نے کہا: "جناب عالی! اگر میں اسے قتل کر کے لایا ہوتا تو اس کی گردن پر خون کے نشان ضرور ملتے۔ یہ تو میرے ایک ایجنٹ نے کہیں سے لا کر دی ہے۔ اور کوئی دوسرا آدمی اسے قتل کر گیا تھا۔ خدا جانے اس نے اس کا سر کہاں پھینک دیا ہے۔"

سرجن الجریدی نے ایجنٹ کو باقی پچاس دینار دیتے ہوئے کہا:

"خبردار کسی کو قتل کر کے لاش مت لانا۔ کوشش کرو کہ تمہیں قبرستان ہی سے کوئی تازہ لاش مل جائے۔ کیوں کہ میں جو کام کر رہا ہوں اس میں انسانوں کی بھلائی ہے اور آنے والی نسلیں میرے ان تجربات سے فائدہ اٹھائیں گی۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

ایجنٹ نے کہا: "میں جلد ہی دوسری لاش بھی لانے کی کوشش کروں گا۔"

سرجن الجریدی نے کہا: "اس وقت میرے پاس دو مُردوں کی لاشیں آ چکی ہیں اور میں ان پر کام کر رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ مجھے پندرہ دنوں کے بعد پھر ایک لاش کی ضرورت پڑے گی۔ کیوں کہ ان دو لاشوں کے بعد مجھے اس عورت کی لاش پر تجربات کرنے ہوں گے۔ بہرحال تم پندرہ دن کے بعد قبرستان سے کوئی تازہ لاش لانے کی کوشش کرنا۔"

"ٹھیک ہے جناب۔"

ایجنٹ چلا گیا تو سرجن الجریدی نے کیبٹا کی سر کٹی لاش کو ایک سرد خانے میں لے جا کر رکھ دیا جہاں پہاڑوں پر سے بہت سی برف لا کر رکھ دی گئی تھی۔ اس سے پہلے وہاں ایک لاش پڑی تھی اور ایک لاش پر سرجن تجربات کر رہا تھا۔

جب دن نکلا تو ناگ نے کیبٹا کی لاش کے بارے میں تحقیقات شروع کر دی۔ اسے ایک بات کا یقین ہو گیا تھا کہ یہاں اس شہر میں کوئی لاشوں کا کاروبار کرتا ہے جب ہی تو کیبٹا کی لاش کو چرا کر لے گیا اور اس کے سر کو بھی اسی نے کاٹ لیا تھا۔ ورنہ کسی کو لاش چرانے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سرائے میں لوگ ناشتہ وغیرہ کرنے آ گئے تھے۔ ناگ ان میں گھل مل کر بیٹھ گیا اور باتیں کرنے لگا۔ اس نے ایک آدمی سے کہا:

"عجیب شہر ہے یہ تمہارا بھائی۔ یہاں تو سنا ہے کہ لوگ لاشیں بھی چرا کر لے جاتے ہیں۔"

اس آدمی نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا، "بھائی تم پردیسی معلوم ہوتے ہو۔ شاید تمہیں معلوم نہیں کہ یہاں کے جراح ان دنوں انسانی لاشوں کا چیر پھاڑ کر کے ان پر تجربے کرتے ہیں اور یہ لاشیں انہیں لاش کے چور پیسے لے کر دیتے ہیں۔"

ناگ نے پوچھا، "لیکن یہ چور لاشیں کہاں سے لاتے ہیں؟"

وہ آدمی بولا: "قبرستان میں رات کے اندھیرے میں کسی تازہ قبر کو کھود کر لاش چرا کر لے جاتے ہیں اب تو قبرستان میں لوگوں نے پہرے بٹھا دیئے ہیں پھر بھی چور باز نہیں آتے۔"

دوسرا آدمی کہنے لگا، "اب تو لوگ رات کے اندھیرے میں گھروں سے باہر نہیں نکلتے کہ کہیں لاشوں کے چور انہیں چھرا گھونپ کر کسی جراح کے پاس ان کی لاش فروخت نہ کر دیں۔"

ناگ کے سامنے اب ہر بات صاف ہو گئی تھی۔ یقیناً جس شخص نے کیٹی کی لاش چرائی تھی۔ وہ بھی کوئی لاش چور تھا۔ اس کو چوکیدار کا خیال آ گیا جو رات کو تلوار لے کر اس کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ ناگ پتہ پوچھتا پوچھتا چوکیدار کے گھر پہنچا تو وہاں تالا لگا تھا۔ لوگوں نے بتایا کہ رات کسی نے اسے قتل کرنے کی کوشش کی تھی اس لیے وہ ڈر کے مارے شہر چھوڑ کر کچھ دنوں کے لیے گاؤں چلا گیا ہے جو وہاں سے بہت دور ہے۔ اس چوکیدار کے گاؤں والے گھر کے بارے میں کسی کو بھی پتہ نہیں تھا۔

ناگ کے دماغ میں ایک ترکیب آئی۔ یہی ایک ترکیب تھی جس پر عمل کرتے ہوئے وہ کیٹی کی لاش کا کچھ سراغ لگا سکتا تھا۔ ناگ کو پتہ چل چکا تھا کہ لاشوں کے چور آدھی رات کو قبرستان کا چکر لگاتے ہیں اور جہاں کہیں کوئی تازہ قبر کھدی ہوتی ہے اس میں سے مردہ نکال کر رفوچکر ہو جاتے ہیں۔

ناگ وہاں سے نکل کر سیدھا قبرستان آ گیا۔

یہاں قبریں بکھری ہوئی تھیں۔ اوپر کھجوروں کے جھنڈ تھے۔ سب کی سب پرانی قبریں تھیں۔ جو چند ایک تازہ قبریں تھیں ان پر پڑے ہوئے پھول باسی ہو گئے تھے اور مٹی بھی خشک ہو چکی تھی۔ ناگ قبرستان میں پھرتے پھرتے گورکن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یعنی قبریں کھودنے والے کی جھونپڑی تک آ گیا۔ بوڑھا گورکن جھونپڑی کے باہر تخت پر بیٹھا قہوہ پی رہا تھا۔ ناگ نے جا کر سلام کیا اور اسے بتایا کہ میں افریقہ کے شہر سوڈان کا ہوں اور قرطبہ میں آباد ہو گیا ہوں۔

وہ شام تک گورکن کے پاس بیٹھا رہا اور اسے کہا کہ وہ قبریں کھودنے کا کام کرنا چاہتا ہے۔ گورکن نے کہا:

"یہ بڑا مشکل کام ہے۔ تم نہیں کر سکو گے۔"

اسی طرح باتیں کرتے کرتے جب شام کا اندھیرا پھیل گیا تو ناگ نے اپنی سکیم پر عمل کرتے ہوئے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"درد سا ہو رہا ہے مجھے۔"

گورکن نے کہا: "پردیس میں آ کر شروع شروع معدہ خراب ہو جایا کرتا ہے۔ ابھی تمہیں چورن کھلاتا ہوں ٹھیک ہو جاؤ گے۔"

گورکن جھونپڑی کے اندر سے چورن لے آیا اور ناگ کو کھلا دیا۔ لیکن اس کے کھاتے ہی ناگ جان بوجھ کر دھڑام سے گر پڑا اور سانس اوپر کھینچ لیا۔ گورکن پریشان ہو گیا۔ اس نے ناگ کو ہلایا۔ اسے آواز دی۔ مگر وہ نہ بولا۔ اس نے نبض دیکھی تو بند تھی۔ سانس بھی نہیں آ رہا تھا۔ ناگ نے اپنے مُردہ ثابت کرنے کا سارا کام کر لیا تھا۔ گورکن کو معلوم

ہوا کہ اجنبی پردیسی مر گیا ہے۔ اس نے شام کے اندھیرے میں ہی جا کر قبر کھودی اور ناگ کو اس میں دفن کر دیا۔ اس خیال سے بھی اس نے جلدی کی کہ کہیں اس پر اس کی موت کا الزام نہ لگ جائے۔ کیونکہ اسی نے ناگ کو چورن کھلایا تھا۔ ناگ نے قبر میں جاتے ہی اپنا سانس روک لیا۔

اتفاق سے اسی رات ایک پرانا لاش چور کیٹی کی لاش لے جانے والا لاش چور موجود نہیں تھا۔ پھرتے پھراتے کسی تازہ لاش کی تلاش میں قبرستان میں داخل ہوا۔ اس نے گورکن سے پوچھا۔

"کوئی تازہ لاش آئی تھی؟"

گورکن نے کہا "ہاں۔ شام کو ایک پردیسی کی لاش لے کر کچھ لوگ آتے تھے۔ پیچھے دفن ہے۔ تم اس کے رشتہ دار ہو کیا؟"

لاش چور بولا "ہاں بابا۔ وہ میرا چاچا تھا۔ میں اس کی قبر پر فاتحہ پڑھنے آیا ہوں۔"

گورکن نے کہا "ٹھیک ہے جاؤ۔ کر فاتحہ پڑھو۔ قبر پیچھے کھجور کے درخت کے ہے۔"

لاش چور خوشی خوشی اس طرف چل دیا۔ وہ حکیم بن کر تھا۔ لاش چور ناگ کی قبر پر آ کر بیٹھ گیا اور پھر اس نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قبر کو کھودنا شروع کر دیا۔ مٹی کھودنے کی آواز سن کر گورکن نے تازہ کھدی ہوئی قبر کی طرف دیکھا کہ وہی لاش چور قبر کھود رہا تھا۔ گورکن نے جان بوجھ کر آنکھ بند کر لی۔

وہ بھی یہی چاہتا تھا کہ کوئی چور جتنی جلدی ہو سکے آئے اور ناگ کی لاش نکال کر لے جائے۔ جب اس نے ایک لاش چور کو اپنا کام کرتے دیکھا تو وہ خاموشی سے جھونپڑی میں جا کر سو گیا۔ اور اس نے چور کو اپنا کام کرنے دیا۔

لاش چور نے ناگ کی لاش نکال کر ایک چادرنما تھیلے میں بند کی۔ اپنے کاندھے پر لاد کر اسے قبرستان سے باہر لا کر چھکڑے پر لادا اور چھکڑا لیئے شہر کی طرف چل پڑا۔

رات کے اندھیرے میں وہ اس لاش کو لے کر سیدھا ایک اور سرجن کے پاس لے گیا۔ یہ سرجن الجریدی نہیں تھا۔ جس کے پاس کیٹی کی لاش تھی۔ بلکہ یہ ایک دوسرا سرجن تھا۔ اس کا نام موجودی تھا۔ سرجن موجودی نے ناگ کی لاش لے کر چور کو دینار دیئے اور اپنی حویلی کے سرد خانے میں رکھوا دی۔

دوسرے دن دوپہر کے کھانے کے بعد سرجن موجودی لاشوں

کے سرد خانے کی طرف چلا کہ تازہ لاش پر تجربہ شروع کرے اس دوران ناگ نے سرد خانے میں چاروں طرف دیکھ کر تسلی کر لی تھی کہ وہاں دوسری کوئی لاش نہیں تھی۔ کمرے میں سخت سردی تھی مگر ناگ پر اس سردی کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ ناگ کو پہلے تو خیال آیا کہ یہاں سے نکل جائے۔ پھر یہ سوچ کر وہیں تختے پر پڑا رہا کہ شاید سرجن جراح جب اسے وہاں سے تجربہ کرنے کے لیئے دوسرے کمرے میں لے جائے تو ہو سکتا ہے کہ وہاں کیٹی کی لاش کا کچھ پتہ چل سکے۔

سرجن جراح موجودی سرد خانے کا دروازہ کھول کر ناگ کی لاش کے پاس آیا۔ اس کے ساتھ ایک غلام بھی تھا۔ وہ لاش کو غلام کے کاندھے پر رکھوا کر اپنی خاص لیبارٹری میں لے گیا اور ناگ کی لاش کو سٹریچر پر لٹا دیا گیا۔ یہ سٹریچر پتھر کی سفید سِل تھی۔ سرجن موجودی نے غلام کو باہر بھجوا دیا اور پرانے زمانے کے آلات جراحی کے صندوق میں سے ایک تیز دھار والا چاقو نکالا، ناگ تھوڑی سی آنکھ کھول کر اسے دیکھ رہا تھا۔ اس عرصے میں ناگ نے گہرا سانس بھر کر اپنے جسم کو پہلی بار عنبر کے جسم میں بدل کر اسے پتھر کی طرح سخت بنا دیا تھا۔

سرجن جراح موجودی نے چاقو ناگ کی لاش کھینچنے پر سے کپڑا ہٹا کر رکھا اور سینہ کھولنے کے لیئے زور سے اسے دبایا کہ سینہ چیر کر لاش

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے پھیپھڑے باہر نکالے اور ان پر دواؤں کا تجربہ کرے۔ مگر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب چاقو نے لاش کے سینے میں گھسنے سے انکار کر دیا۔

سرجن موجودی نے دوسری بار ناگ کے سینے میں چاقو مارا چاقو ناگ کے سینے سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا۔ سرجن جراح موجودی کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"یا خدا! یہ کیا ماجرا ہے؟" وہ اپنے آپ سے کہنے لگا۔

اس نے ناگ کی آنکھیں کھول کر دیکھا۔ آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں۔ نبض بھی غائب تھی۔ دل بھی نہیں دھڑک رہا تھا۔ پھر لاش پتھر کیسے بن گئی تھی؟ ۔ سرجن موجودی نے کلہاڑی لے کر زور سے ناگ کی ایک انگلی پر ضرب لگائی کہ شاید اس کی انگلی ہی کٹ جائے۔ لیکن انگلی کٹنے کی بجائے کلہاڑی کا پھل ٹوٹ گیا۔

سرجن موجودی نے لاش کو وہیں رہنے دیا اور غلام کو بلا کر کہا۔

"فوراً استاد الجریدی جراح کی حویلی میں جاؤ اور اسے فوراً بلا لاؤ کہنا کہ میں نے ان کو ایک خاص لاش دکھانی ہے۔ خبردار۔ کسی کے سامنے یہ بات مت کرنا۔"

غلام گھوڑے پر سوار ہو کر الجریدی کی حویلی کی طرف چل دیا۔

سرجن موجودی ناگ کی لاش کو کسی نہ کسی جگہ سے کاٹنے کی کوشش

کرتا رہا مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اتنے میں سرجن الجریدی آگیا۔ سرجن موجودی نے اسے لاش کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"دوست! یہ دیکھو۔ ایک عجیب و غریب قسم کی لاش میرے پاس آئی ہے کہ اس پر چاقو چھری کلہاڑی کوئی اوزار اثر نہیں کرتا۔"

سرجن الجریدی نے ناگ کی لاش کا معائنہ کیا اور اس پر کئی جگہوں سے چاقو لگانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ لاش پتھر کی طرح تھی۔

الجریدی بولا۔ "دوست موجودی! یہ لاش تو پتھر ہو چکی ہے مگر اس کو مرے زیادہ دن نہیں ہوئے لگتے۔ لاش کا جسم بالکل صاف ہے۔ پھر یہ پتھر کیسے بن گئی"۔

سرجن موجودی سر کھجاتے ہوئے بولا۔

"میں نے اس قسم کی عجیب و غریب لاش پہلے کبھی نہیں دیکھی۔"

سرجن الجریدی بولا، "ہمارے ایجنٹ آج کل نہ جانے کہاں کہاں سے کس کس قسم کی لاشوں کو اکٹھا کرتے رہتے ہیں۔ ایک ایجنٹ میرے پاس کل ہی ایک عورت کی لاش لایا ہے جس کا سر کٹا ہوا ہے مگر گردن پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خون کا ایک ہلکا سا نشان بھی نہیں ہے۔"

اتنا سنتے ہی ناگ چوکنا ہو گیا۔ جس لاش کو تلاش کرنے کے لیئے اس نے خود لاش کا روپ دھارا تھا۔ آخر اس کا سراغ مل گیا تھا۔ کیٹی کی سرکٹی لاش دوسرے سرجن کے پاس تھی۔ ناگ خاموش رہا۔ سرجن الجریدی تھوڑی دیر کے بعد چلا گیا۔ دوسرے سرجن نے ناگ کی لاش دوبارہ سرد خانے میں رکھوا دی۔ کیوں کہ وہ اس پر کوئی تجربہ نہیں کر سکتا تھا۔ جب غلام ناگ کی لاش کو سرد خانے میں رکھ کر واپس جانے لگا۔ تو ناگ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے غلام کا بازو پکڑ لیا۔

غلام نے لاش کو زندہ ہوتے اور اپنا بازو پکڑے ہوئے دیکھا تو وہ چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ ناگ نے غلام کو اس لیئے روکا تھا کہ وہ اس سے دوسرے سرجن الجریدی کی حویلی کا پتہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ مگر وہ کم بخت تو دہشت کے مارے بے ہوش ہو گیا تھا۔

غلام کی چیخ کی آواز سن کر سرجن موجودی بھاگ کر سرد خانے میں آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کا وفادار غلام ناگ کی لاش کے قریب ہی فرش پر بے ہوش پڑا ہے۔ اس نے غلام کو اٹھایا اور سرد خانے سے باہر لے گیا۔ ناگ دوبارہ اٹھ

بیٹھا۔ اب وہ اس حویلی سے نکل چاہتا تھا۔ تاکہ الجریدی جراح سرجن کی حویلی میں جا کر کیٹی کی لاش دوبارہ حاصل کرے۔

وہ باہر نکلا تو سرجن موجودی بے ہوش غلام کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا اور اسے ایک تیز دوائی سنگھا رہا تھا۔ جونہی سرجن جراح کی نظر ناگ پر پڑی تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ سرد خانے کی لاش زندہ ہو کر اس کے سامنے آ گئی ہے۔ ناگ اس کی طرف بڑھا تو سرجن موجودی بھی چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا اور غلام کے اوپر ہی گر پڑا۔ ناگ کو سانپ کا روپ بدلنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

ناگ حویلی سے نکل آیا۔ سورج ڈوب رہا تھا۔ گلیوں میں کہیں کہیں فانوس روشن تھے۔ ناگ کو سرجن الجریدی کی حویلی کی تلاش تھی۔ وہ لوگوں سے پوچھتا پوچھتا سرجن الجریدی کی حویلی کے باہر پہنچ گیا۔ حویلی کا دروازہ کھٹکھٹایا اور دروازے کے سامنے لاش کی طرح لیٹ گیا۔ غلام نے دروازہ کھولا ہی تھا کہ ایک لاش کو وہاں پڑے دیکھ کر ڈر کر پیچھے ہٹا اور اپنے مالک سرجن الجریدی کو جا کر خبر کی کہ باہر ایک لاش پڑی ہے۔

سرجن الجریدی حیران ہو کر دوڑتا دروازے پر آیا۔ وہاں ہلکا ہلکا اندھیرا تھا۔ اس نے غلام سے کہا کہ لاش کو اٹھا کر اندر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لے آؤ۔ لاش کو کمرے میں لا کر سرجن الجریدی نے روشنی میں لاش پر نظر ڈالی تو اچھل سا پڑا۔

"میرے خدا! یہ تو وہی لاش ہے جو ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے اپنے ساتھی سرجن موجودی کے گھر دیکھی تھی مگر یہ یہاں کیسے آ گئی۔ لگتا ہے کہ میرے دوست موجودی نے اس پتھریلی لاش سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اسے میرے دروازے پر ڈال دیا ہے۔ خیر کوئی بات نہیں۔" اس نے غلام سے کہا "اس لاش کو اندر سرد خانے میں لے جا کر ڈال دو۔ میں کل اس کے گھر جا کر پوچھوں گا کہ یہ اس نے میرے ساتھ کیا مذاق کیا ہے۔"

غلام نے لاش اٹھائی اور اسے سرد خانے میں لے جا کر فرش پر ڈال دیا۔ غلام کے جاتے ہی ناگ کی لاش نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ اٹھ بیٹھا۔ اس کے قریب ہی زمین پر دو لاشیں پڑی تھیں۔ جن کو کپڑے سے ڈھانپا ہوا تھا۔ ناگ نے ایک لاش سے کپڑا اٹھایا تو خوشی سے اچھل پڑا۔ یہ کیٹی کی لاش تھی۔ لاش بالکل ویسی کی ویسی تھی اور لگتا تھا کہ ابھی سرجن الجریدی نے اس پر کسی قسم کا تجربہ نہیں کیا تھا۔ ناگ کو یہی ایک پریشانی تھی کہ کہیں کیٹی کی لاش کا چیر پھاڑ نہ کر دیا جائے۔

اب کیٹی کی لاش کو وہاں سے باہر نکالنا تھا۔ ناگ غور کرنے لگا کہ اس لاش کو وہاں سے کیسے نکال لے جائے۔ اس سرد خانے میں کوئی کھڑکی نہیں تھی۔ ایک ہی دروازہ تھا جو بند تھا اور اس کی دوسری جانب سرجن اور اس کا غلام تھا۔ ناگ چاہتا تھا کہ ان میں سے کسی کو پتہ ہی نہ چلے اور وہ لاش لے کر چلا جائے۔

آخر یہی ایک ترکیب ناگ کے دماغ میں آئی کہ کسی طرح ان لوگوں کو ڈرا کر لاش نکال کر لے جائی جائے۔ ناگ رات گہری ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ جب کافی وقت گزر گیا اور اسے محسوس ہوا کہ باہر گھپ اندھیرا چھا گیا ہو گا تو وہ فرش پر سے اٹھا اور اس نے دروازے پر زور سے مکا مارا۔ دروازہ کافی مضبوط لکڑی کا تھا مگر ناگ کا مکا کھاتے ہی اکھڑ کر دور جا گرا۔ کیوں کہ اس وقت ناگ کے جسم میں عنبر کے جسم کی طاقت آ گئی تھی۔

دھماکے کی آواز سن کر سرجن الجریدی بھاگا بھاگا آیا کہ یہ کیا ہوا ہے۔ دیکھا کر سرد خانے کا دروازہ ٹوٹا پڑا ہے۔ اور چوکھٹ میں وہی لاش کھڑی ہے جس کو ابھی ابھی اس نے نوکر سے دروازے سے اٹھوا کر سرد خانے میں پھینکوایا تھا۔

ناگ آگے بڑھا اور بولا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں لاش ہوں اور تم سے اپنی بے حرمتی کا انتقام لینے آئی ہوں۔" ناگ نے منہ کھول کر ایک چیخ ماری اور سرجن الجریدی پر دونوں بازو اٹھا کر جھپٹا۔ سرجن الجریدی ادھیڑ عمر کا کمزور دل آدمی تھا۔ لاش کو زندہ ہوتے اور اپنے اوپر حملہ کرتے دیکھ دہشت کھا گیا اور بے ہوش ہو کر دھڑ سے گر پڑا۔ چیخ کی آواز سن کر غلام دوڑا دوڑا آیا تو وہ بھی لاش کو دیکھ کر وہیں ہکا بکا ہو کر رک گیا۔ اب لاش اس کی طرف بڑھی۔ غلام نے سیڑھیوں کے اوپر سے چھلانگ لگا دی اور باہر بھاگ گیا۔

میدان صاف دیکھ کر ناگ سرد خانے میں واپس گیا۔ جلدی سے اس نے کیٹی کی لاش کو چادر میں لپیٹا۔ اسے اپنے کندھے پر ڈالا اور سیڑھیاں اتر کر حویلی میں سے گھوڑا کھولا۔ اس پر کیٹی کی لاش کو رکھا۔ پھر خود سوار ہوا اور گھوڑے پر گلیوں، بازاروں میں سے ہوتا ہوا واپس اپنی سرائے میں آ گیا۔ اپنی کوٹھڑی کی چابی اس کے پاس تھی۔ کوٹھڑی کا تالا کھولا۔ لاش کو اندر لا کر صندوق میں ڈالا اور بند کر کے تالا لگا دیا۔

ناگ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ کیٹی کی لاش کو دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ وہ آرام سے پلنگ پر لیٹ گیا۔ اس نے اس لاش کی بھرپور حفاظت کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا کیوں کہ اس شہر میں لاشوں کا کاروبار زوروں پر تھا۔

صبح ہوئی تو ناگ نے سوچا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کیٹی کے سر کی تلاش میں سرائے سے نکل کر جائے تو پیچھے کوئی لاش چور کیٹی کی لاش پھر چوری کر کے لے جائے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ لاش کو یہاں سے لے جا کر باہر کسی کھنڈر میں زمین میں گڑھا کھود کر دفن کر دیا جائے۔ چنانچہ اس نے کیٹی کی لاش والے صندوق کو اپنے گھوڑے پر لادا اور اسے لے کر شہر سے باہر ایک ویران ٹیلے کے پاس کھنڈر میں لے آیا۔ یہاں ایک گنبد بنا ہوا تھا۔ اس نے یہاں ایک جگہ زمین میں گڑھا کھودا اور کیٹی کا لاش کا صندوق اس میں رکھ کر اوپر سے مٹی ڈال کر زمین برابر کر دی اور نشانی کے طور پر وہاں ایک ٹکونا پتھر رکھ دیا۔

ناگ کو یقین تھا کہ کیٹی کا سر بھی اسی شہر میں کسی جگہ ہے۔ لیکن وقت گزرتا جا رہا تھا اور اسے کیٹی کے سر کو جلدی سے جلدی تلاش کرنا تھا۔ اب اس نے کسی سانپ سے مدد لینے کا فیصلہ کیا اور گہری سانس بھر کر کھنڈر کے علاقے میں موجود سانپ کو آواز دی۔ اس علاقے میں ایک بوڑھا کوبرا سانپ مدت سے رہ رہا تھا۔ اس نے جب ناگ دیوتا کی صدا سنی تو اپنے بل میں سے نکل کر کھنڈر کی طرف بھاگا۔ اسے پہلے ہی سے ناگ دیوتا کی خوشبو آنے لگی تھی اور وہ ہوشیار ہو گیا تھا کہ ناگ دیوتا کہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آس پاس ہی ہے۔

وہ تیزی سے رینگتا ہوا ناگ کے سامنے آگیا۔ ادب سے پھن اٹھا کر اسے جھکایا اور بولا۔

عظیم ناگ دیوتا! خادم کو کس لیئے یاد کیا آپ نے؟ غلام ہر خدمت کے لیئے حاضر ہے۔"

ناگ نے کہا "میری بات غور سے سنو۔ اس جگہ زمین کے اندر میری بہن کیٹی کی لاش دفن ہے۔ اس کے جسم سے بھی تمہیں میری ہلکی خوشبو آ رہی ہو گی لیکن میں اپنی بہن کیٹی کے سر کی تلاش میں ہوں۔ کوئی ظالم شخص اس کا سر کاٹ کر لے گیا ہے۔ اس کے سر سے بھی میری ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی ہو گی۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ کٹا ہوا سر کہاں ہو گا۔"

کوبرا سانپ نے کہا، عظیم ناگ! میں ارد گرد کے سارے علاقے کو چھان ماروں گا۔ جہاں کہیں بھی کیٹی کا سر موجود ہوا۔ آپ کو آ کر خبر کر دوں گا۔"

ناگ بولا، "ابھی جاؤ اور مجھے واپس آ کر بتاؤ کہ تم کیا خبر لائے ہو

کوبرا سانپ ادب سے سر جھکا کر واپس چلا گیا۔ ناگ کیٹی کی قبر کے سرہانے بیٹھ گیا۔ کافی دیر کے بعد کوبرا سانپ واپس آیا۔ اور بولا

"عظیم ناگ! یہاں سے دور ایک جنگل میں پہاڑیوں کے درمیان

ایک گہرا اندھا کنواں ہے۔ مجھے اس کنویں کے اندر سے آپ کی بہت ہی مدہم خوشبو آتی ہے۔ میں نے نیچے تک جا کر دیکھا مگر کنویں کے اندر کوئی راستہ نہیں ہے۔

اچانک ناگ کو یاد آگیا کہ کہیں یہ وہی کنواں تو نہیں ہے۔ جس کے اندر وہ کیٹی کی تلاش میں گیا تھا اور اسے وہاں قارون کا خزانہ نظر آیا تھا اور پھر قارون کی بد روح نے حملہ کر دیا تھا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ کیٹی کا سر اس جگہ پڑا ہو۔

ناگ نے سانپ سے کہا۔

"تم اس جگہ بیٹھ کر کیٹی کی لاش کی حفاظت کرو۔ میں کنویں میں جاتا ہوں۔"

بحکم میرے آقا۔

سانپ نے ادب سے جواب دیا اور کنڈلی مار کر کیٹی کی قبر پہ پہرہ دینے لگا۔

ناگ وہاں سے سیدھا ان پہاڑوں کی طرف چلا۔ اسے یاد تھا کہ ایک کنواں تھا جس کے اندر سے وہ ایک بار نکلا تھا۔ وہاں وہ سنہری گھونگھے کی شکل میں پہنچایا گیا تھا۔ وہ آخر اس جگہ پہنچ گیا جہاں ایک ویران اندھا کنواں تھا۔ اس کے کنویں کو پہچان لیا۔ یہی وہ کنواں تھا۔ اس کے اندر سے کیٹی کی بہت ہی مدھم اور ہلکی ہلکی خوشبو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آ رہی تھی۔ ناگ چونکہ اصل میں ایک سانپ تھا۔ اس لیئے اس کی بو سونگھنے کی حس عام انسانوں سے ہزار گنا زیادہ تھی۔ کیٹی کی جو خوش بو اسے آ رہی تھی۔ وہ کوئی عام انسان کبھی محسوس نہیں کر سکتا تھا۔

کنوئیں میں پانی نہیں تھا۔ نیچے گہرائی میں اندھیرا تھا اس اندھیرے میں ناگ کو وہاں بڑے بڑے پتھر پڑے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ناگ نے گہرا سانس کھینچ کر چھوڑا تو وہ سانپ کی شکل اختیار کر گیا۔ سانپ بننے کے بعد وہ رینگتا ہوا کنوئیں میں اتر گیا۔

اب ناگ کو یہ بھی یاد آ گیا کہ اس کنوئیں میں ایک کھڑکی تھی۔ جس میں سے وہ باہر نکلا تھا۔ ناگ نے اس کی تلاش شروع کر دی۔ اس کھڑکی کو قارون کی بدروح نے بھاری پتھر سے دوسری طرف سے بند کر دیا تھا۔ لیکن ناگ نے اس کھڑکی کو پہچان لیا۔ بھاری پتھر کی وجہ سے اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ ناگ کو ایک جگہ چھوٹا سا سوراخ دکھائی دیا۔

وہ سانپ کی شکل میں اس سوراخ میں داخل ہو کر دوسری طرف نکل گیا۔ دوسری جانب اسے ایک ویران باغ کا اجڑا ہوا راستہ نظر آیا۔ جس کے درخت سوکھے ہوئے تھے اور

ان سوکھے درختوں کے درمیان دور ایک بہت بڑے چبوترے پر گنبد بنا ہوا تھا۔ یہی قارون کا گنبد تھا۔ جہاں اس کی ساری دولت، سارا خزانہ پڑا تھا۔ ناگ کو ایک ایک بات یاد آ رہی تھی۔ وہ اس جگہ پہلے بھی آ چکا تھا۔

وہ اجڑے ہوئے باغ کے کچے راستے کے کنارے کنارے سوکھے پتوں میں رینگتا گنبد کی طرف بڑھا، کیوں کہ کیٹی کے سر کی خوشبو اسی گنبد میں سے آ رہی تھی۔ ادھر قارون کی بدروح کو بھی اپنی بدروحوں والی ساتویں حس کی مدد سے پتہ چل گیا کہ کوئی زندہ شے گنبد کی طرف رہی ہے۔ وہ جھاڑیوں میں سے نکل کر گنبد کی طرف آئی۔ اس نے سیاہ کالے سانپ کو گنبد کی سیڑھیاں چڑھتے دیکھا تو اس کی طرف منہ کر کے زور سے پھونک ماری۔ اس کے منہ سے آگ کا زرد شعلہ ناگ کی طرف لپکا اور ناگ تڑپ کر سیڑھیوں کے نیچے ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہاں قارون کا خزانہ پڑا ہے اور اس کی بدروح خزانے پر پہرہ دیتی ہے۔

ناگ نے فوراً ایک پرندے کی شکل بدلی اور اڑ کر ایک درخت پر بیٹھ گیا۔ اسے یہ خبر نہیں تھی کہ بدروح اسے دیکھ سکتی تھی۔ بدروح نے سانپ کو پرندہ بنتے دیکھا تو سمجھ گئی کہ یہ کوئی بہت بڑا جادوگر ہے اور اس کو ہلاک کرنا آسان کام نہیں ہے۔ بدروح نے پھونک مار کر درخت کو آگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگا دی۔ درخت میں آگ کے شعلے بھڑکے تو ناگ وہاں سے اڑ کر دوبارہ نیچے آگیا اور سانپ کی شکل اختیار کر کے گنبد کی سیڑھیوں کے پاس پتھروں میں چھپ گیا مگر قارون کی بدروح اسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے پتھروں پر آگ پھینکی۔ ناگ وہاں سے بھی نکل کر بھاگ گیا۔ اسے بھی بدروح سے نجات حاصل کرنے کا کوئی طریقہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ بدروح بھی اس جادوگر سے تنگ آگئی جو اس کے قابو میں نہیں آ رہا تھا۔ وہ سانپ کو کوئی جادوگر سمجھ رہی تھی۔ اسے بالکل علم نہیں تھا کہ یہ وہی ناگ ہے جس کے ساتھ اس نے سفر کیا تھا اور جس کی کوٹھڑی میں سے وہ کیٹی کا سر کاٹ کر فرار ہوا تھا قارون کی بدروح گھبرا کر شیطانی دیوتا کی جھاڑیوں کے پاس گئی اور اسے مدد کے لیے پکارا۔ شیطانی دیوتا نے اسے بتایا کہ جس سانپ کو وہ جادوگر سمجھ رہی ہے۔ وہ اصل میں وہی ناگ ہے جس کے ساتھ اس نے سفر کیا تھا۔ اور وہ کیٹی کا سر واپس لینے آیا ہے۔ قارون کی بدروح یہ سن کر پریشان ہو گئی۔

کیٹی۔ خونی موتالو کی قید میں

قارون کی بدروح نے کہا: "میں اس ناگ کو کس طرح ہلاک کروں؟"

شیطانی دیوتا کی آواز آئی: "تم ایک بدروح ہو اور ایک لالچی اور ظالم شخص قارون کی روح ہو جس کو دولت سے پیار تھا اور جس نے اپنی زندگی میں دولت کے لیے کئی دکھی انسانوں کے دل توڑے تھے اس لیے تمہارے اندر وہ طاقت پیدا نہیں ہو سکتی کہ تم ایک ایسے انسان کو ہلاک کر سکو جو دوسروں کی مدد کرتا ہے اور غریبوں اور دکھی لوگوں کا ساتھ دیتا ہے۔"

قارون کی بدروح نے چیخ کر کہا: "اے شیطانی دیوتا! تم ہمیشہ گناہ گار روحوں کی مدد کرتے ہو۔ میری بھی مدد کرو۔"

شیطانی دیوتا نے کہا: "میں گناہ گاروں کی مدد ضرور کرتا ہوں مگر نیک انسانوں اور نیک روحوں کا مقابلہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں کر سکتا۔ یاد رکھو۔ بدی خواہ کتنی ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔ وہ نیکی کا مقابلہ کبھی نہیں کر سکتی۔"

اچانک شیطانی دیوتا کی آواز میں گھبراہٹ آ گئی۔ اس نے کہا:

"میں جا رہا ہوں۔ مجھے ایک بہت طاقتور نیک جن کی موجودگی کا احساس ہو رہا ہے میں چلا۔"

اور شیطانی دیوتا کی آواز غائب ہو گئی۔ قادون کی بدروح پریشان ہو کر جھاڑیوں سے نکل کر گنبد کی طرف بڑھی۔ اسے نہ صرف اپنی دولت، اپنے خزانے کو بچانے کی فکر تھی بلکہ کیٹی کی کھوپڑی کی حفاظت کا بھی احساس تھا جس کی مدد سے وہ دوسری زندگی حاصل کرنے والی تھی۔

اُدھر ناگ پتھروں سے نکل کر ایک بار پھر سوکھے درخت کی طرف رینگتا ہوا سانپ کی شکل میں بھاگا۔ اچانک اس کے سامنے ایک انسانی شکل کا بونا آ کر کھڑا ہو گیا اور ناگ کو آواز آئی:

"کیا تم کبھی اِدھر کبھی اُدھر بھاگ رہے ہو؟ تم احمق ہو۔ تمہاری بے وقوفی سے کیٹی کا سر کٹ گیا۔"

ناگ حیران ہو کر بونے انسان کو تکنے لگا۔ ناگ نے اپنی سانپوں کی زبان میں اس ننھے سے انسانی بونے کو پوچھا:

"تم کون ہو؟ کیا تم کیٹی کو جانتے ہو؟"

بونے نے کہا "کیا بے کار باتیں کر رہے ہو۔ چلو پرے

ہٹ جاؤ۔ وہ تمہاری نانی قادون کی بدروح آ رہی ہے۔"

ناگ نے پوچھا:

"کیا تم سانپوں کی زبان بھی جانتے ہو؟"

"کیا جانتے ہو جانتے ہو لگا رکھی ہے۔ میں سب کی زبان جانتا ہوں۔ چھپ جاؤ۔ وہ تمہاری نانی آ رہی ہے۔"

ناگ نے اپنے پیچھے زرد شعلے کو گرتے دیکھا۔ قادون کی بدروح نے اسے دیکھ کر اس پر حملہ کر دیا تھا۔ ناگ لپک کر ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا۔ اس نے اپنا پھن ذرا سا باہر نکال کر دیکھا کہ بونا ایک دم بڑا ہونا شروع ہو گیا اور اتنا اونچا ہو گیا کہ اس کا سر درختوں سے بھی بلند ہو گیا۔ اب ناگ سمجھ گیا کہ یہ کیٹی کا دوست جن ہے اور اس کی مدد کو آیا ہے۔ قادون کی بدروح نے اپنے سامنے ایک دیو پیکر انسان کو درختوں سے بھی اونچے قد میں دیکھا تو اس پر آگ کے شعلے پھینکے۔ مگر آگ کے شعلے جن دوست کے قریب آتے ہی یوں بجھ جاتے جیسے ان پر کسی نے پانی ڈال دیا ہو۔

قادون کی بدروح نے ایک بھیانک چیخ کی آواز نکالی اور خود ایک بہت بڑا شعلہ بن کر ہوا میں گھومتی ہوئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جن کی طرف بڑھی۔

جن نے کہا: "کیا چیخیں مار رہی ہو بدروح کی اولاد ــــ اب تیری موت آ گئی ہے۔ تو ہمیشہ کے لیے فنا ہو جائے گی۔"

جن دوست نے ہاتھ بڑھا کر بدروح کے شعلے کو اپنی ہتھیلی میں پکڑ لیا اور اس پر زور سے پھونک ماری۔ شعلہ میں سے چیخوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ جن دوست نے ہتھیلی کو بند کر کے زور سے دبایا تو بدروح کا شعلہ بجھ گیا اور جن کی انگلیوں میں سے یوں قطرے ٹپکنے لگے جیسے اس نے کسی لیموں کو نچوڑ دیا ہو۔ بدروح کے قطرے زمین پر گرے تو شوں شوں کی آواز کے ساتھ بھاپ بن کر فضا میں غائب ہو گئے۔ جن دوست نے اپنا درختوں کے اوپر تک گیا ہوا سر نیچے جھکایا اور ناگ سے کہا:

"جاؤ ــــ ہماری کیٹی کے سر کو لے جا کر جوڑ دو ہم جا رہے ہیں۔"

ناگ نے کہا: "کیٹی کا سر کہاں ہے؟"

جن دوست بولا:

"جاؤ یہیں کہیں ہو گا۔ اسے تلاش کرو۔ تم بھی تو کوئی کام کرو ناگ واگ ساگ۔"

اور جن غائب ہو گیا۔

ناگ فوراً انسانی شکل میں واپس آیا اور اس نے کیٹی کی ہلکی ہلکی خوشبو کو محسوس کر کے جدھر سے یہ خوشبو آ رہی تھی اس طرف بڑھا۔

یہ خوشبو اسے ستونوں کے پاس خزانے کے صندوق کے پاس لے گئی۔ سب سے نچلے صندوق پر تالا لگا تھا اور تالے پر ایک کالی بلی کا سر بنا ہوا تھا۔

ناگ نے تالے کو ہاتھ لگایا تو بلی کی غراہٹ کی آواز آئی۔ ناگ نے جلدی سے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ بلی کا سر ناگ کی طرف اپنی زرد زرد آنکھوں سے گھور رہا تھا۔ ناگ نے گہرا سانس لے کر کھینچا اور ایک شیر کا روپ دھار کر گرجا اور ایک ہی پنجے سے بلی کا سر کچل کر رکھ دیا۔ ساتھ ہی صندوق کا تالا بھی کھل گیا۔ ناگ دوبارہ انسانی شکل میں واپس آ گیا۔ اس نے اوپر والے صندوقوں کو پرے پھینکا اور سب سے نچلے صندوق کا ڈھکنا اٹھا دیا۔

یہ صندوق ہیرے موتیوں سے بھرا ہوا تھا۔ مگر کیٹی کی اس میں سے برابر خوشبو آ رہی تھی۔ ناگ نے صندوق میں پڑے موتیوں میں ہاتھ ڈال کر انہیں پرے ہٹایا تو نیچے سے کیٹی کا کٹا ہوا سر نکل آیا۔ ناگ کی جان میں جان آ گئی۔ اس نے کیٹی کے سر کو بڑے پیار سے اٹھایا۔ اسے ایک کپڑے میں لپیٹا اور گنبد کی سیڑھیاں اتر کر کنوئیں والی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھڑکی کی طرف چلا کر اس بھول بھلیوں سے باہر نکلے۔

دیوار کے ساتھ لگی ہوئی جھاڑیوں کو پکڑ کر کنوئیں سے باہر آ گیا۔ تازہ ہوا میں آتے ہی اسے بڑا سکون نصیب ہوا۔ اس نے کیٹی کے سر کو مخاطب کر کے کہا:

"کیٹی بہن! بالکل فکر نہ کرو۔ خدا کے حکم سے تمہیں بہت جلدی دوسری زندگی ملنے والی ہے۔"

ناگ وہاں سے تیز تیز چلتا سیدھا اس غار میں آ گیا۔ جہاں اس نے کیٹی کے باقی دھڑ کو زمین میں دفن کر کے کوبرا سانپ کو وہاں پہرے پر بٹھا دیا ہوا تھا۔ سانپ نے ناگ کو آتے دیکھا تو اپنی جگہ سے فوراً ہٹ کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔

ناگ نے جاتے ہی کہا، "تم جا سکتے ہو۔ اب لیکن یہ لاش اسی جگہ دفن رہے گی ابھی۔ اور جب میں یہاں نہیں ہوں گا تو تمہیں اس کی حفاظت کرنی ہو گی۔"

کوبرا سانپ نے کہا: "جو حکم ناگ دیوتا!"

کوبرا سانپ کے جانے کے بعد ناگ نے زمین کھود کر کیٹی کی لاش باہر نکالی۔ کیٹی کے سر کو اس کے باقی دھڑ کے ساتھ لگا کر کپڑے سے اچھی طرح کس کو باندھا اور لاش کو ویسے ہی قبر کے اندر رکھ کر اوپر دو چار بڑے

بڑے پتھروں کی سلیں رکھ کر مٹی ڈال کر زمین برابر کر دی اور نشانی کے طور پر تکونا پتھر ٹکا دیا۔

ایک ہفتہ گذر گیا۔ دن کے وقت ناگ شہر میں ماریا اور عنبر کا سراغ لگانے کے لیے چلا جاتا اور پیچھے کوبرا سانپ کیٹی کی قبر کی رکھوالی کرتا۔ کیٹی کی لاش کو دوبارہ زندہ ہونے کی مہلت میں ایک ماہ باقی رہ گیا تھا۔

وقت گذرتا چلا گیا۔ اٹھائیس دن گذر گئے۔ کیٹی کی گردن اس کے نچلے دھڑ کے ساتھ جڑ گئی تھی۔ اب صرف اس کے مُردہ جسم میں جان پڑنا باقی تھی اور اس میں صرف دو دن باقی رہ گئے تھے۔ ۲۹ تیسویں روز جب کہ کیٹی کے زندہ ہونے میں صرف ایک رات اور ایک دن باقی رہ گیا تھا، ناگ دوپہر کو شہر کی طرف نکل گیا۔ اسے عنبر اور ماریا کی بھی ٹوہ لگی ہوئی تھی۔ ناگ کے جانے کے بعد کیٹی کی قبر پر کوبرا سانپ کنڈلی مار کر بیٹھ گیا تھا۔ اس وقت قرطبہ کے تین چور اتفاق سے ادھر سے گذر رہے تھے۔ وہ کھوہ کی طرف آئے تو کوبرا نے ایک چور کو ڈس دیا۔ دوسرے چوروں نے تلواریں مار مار کر کوبرا سانپ کے ٹکڑے کر ڈالے۔ انھوں نے اپنے تیسرے ساتھی کو بچانے کی بڑی کوشش کی مگر سانپ کا زہر اس کے سارے بدن میں پھیل چکا تھا اور وہ مر گیا۔ دونوں چوروں نے سانپ کے ٹکڑوں کو غور سے دیکھا۔ ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چور بولا: "اس قسم کے سانپ پہاڑی غاروں کی بجائے گھنے سرسبز جنگلوں میں ہوتے ہیں۔"

دوسرا بولا: "میں نے غار میں داخل ہوتے ہی اسے دیکھ لیا تھا۔ یہ اس تکونے پتھر کے پاس کنڈلی مارے بیٹھا ہوا تھا۔ میں اس سے بچنے کے لیے خبردار کرنے ہی والا تھا کہ اس کم بخت نے ہمارے ساتھی کو ڈس دیا۔"

پہلا چور کہنے لگا: "یہ اس جگہ پتھر کے پاس کیوں بیٹھا تھا؟"

دوسرے چور نے کان کھجا کر کہا: "کہیں یہ کسی خزانے پر پہرہ تو نہیں دے رہا تھا؟"

دونوں چور چوکنے ہو گئے۔ پہلا چور کہنے لگا:

"بحری ڈاکوؤں کے بارے میں سن رکھا ہے کہ وہ اپنے خزانے انہی پہاڑیوں میں ہی دبایا کرتے تھے۔"

دوسرا چور اس جگہ کو اٹھ کر دیکھنے لگا جہاں تکونا پتھر رکھا ہوا تھا۔

"دیکھو۔ نشانی کے طور پر یہ تکونا پتھر بھی کسی نے رکھا ہوا ہے۔ ضرور یہاں کسی بحری ڈاکو کا خزانہ دفن ہے۔"

"تو پھر دیکھتے کیا ہو۔ اسے کھودنا شروع کرتے ہیں۔"

دونوں چوروں نے خنجروں کی مدد سے زمین کھودنی شروع

کر دی۔ نیچے پتھروں کی سلیں نکلیں تو ایک چور چلایا:

"اس کے نیچے ضرور خزانہ ہو گا۔"

انہوں نے جلدی جلدی پتھر کی سلوں کو ہٹایا تو نیچے سے کیٹی کی لاش نکل آئی۔ چور پہلے تو ڈر کر پیچھے ہٹ گئے۔ پھر جھک کر غور سے لاش کو دیکھنے لگے۔

"یہ تو کسی عورت کی لاش ہے۔"

"ہاں۔۔۔ مگر خزانہ کہاں ہے؟"

دوسرا چور بولا: "کوئی بات نہیں۔ خزانہ نہ سہی لاش ہی سہی، ہم اس لاش کو لے کر جا کر بیچ دیں گے۔ ابھی تازہ تازہ معلوم ہوتی ہے۔ پچاس ساٹھ دینار تو ضرور مل جائیں گے۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔ اسے اپنے ساتھ شہر لیے چلتے ہیں۔"

چوروں نے کیٹی کی لاش کو قبر میں سے باہر نکالا۔ لاش کی گردن مرجھا چکی تھی اور اسے زندہ ہونے میں ایک دن اور ایک رات باقی تھی۔ اسے چادر میں لپیٹ کر چوروں نے گھوڑے پر ڈالا شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔

ان میں سے ایک چور شہر کے مشہور جراح سرجن موجودی کو جانتا تھا اور اس کو کبھی کبھی لاشیں سپلائی کیا کرتا تھا۔ وہ لاش لے کر اس کے پاس پہنچا تو سرجن موجودی نے کیٹی کی لاش کو پہچان لیا اور بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ تو وہی لاش ہے۔ اس کو کوئی آسیب اُٹھا کر لے گیا تھا۔ اس کی گردن بھی واپس آ گئی ہے۔ اسے سرد خانے میں رکھ دو۔ میں اس پر رات کو تجربہ کروں گا۔"

سرجن موجودی نے کیٹی کی لاش اپنے سرد خانے میں دوبارہ رکھوا دی اور چور کو پچاس دینار اس کی قیمت ادا کر کے رخصت کر دیا۔ ادھر جب ناگ واپس آیا تو دیکھا کہ غار میں پہرہ دینے والے سانپ کے ٹکڑے بکھرے پڑے ہیں۔ کیٹی کی قبر کھدی پڑی ہے اور اس میں سے اس کی لاش غائب ہے۔ ناگ کو پریشانی بھی ہوئی اور سخت غصہ بھی آیا کہ اس شہر میں کیا سارے لوگ لاش چور ہیں۔ بار بار لاش کو اُٹھا کر لے جاتے ہیں۔

بارش شروع ہو گئی تھی۔ ناگ نے گہرا سانس کھینچ کر پرندے کا روپ بدلا اور شہر میں اڑ کر آ گیا اور کیٹی کی لاش کا سراغ لگانے لگا۔ بارش کی وجہ سے کیٹی کی خوشبو کے محسوس ہونے میں رکاوٹ پیدا ہو رہی تھی۔ بارش بہت تیز اور موسلا دھار ہو رہی تھی۔ ناگ کے لیے ہوا میں پرندہ بن کر اڑنا مشکل ہو رہا تھا۔ اس کے پر گیلے ہو جاتے تھے۔ بادل گرج رہا تھا۔ اور بجلی رہ رہ کر چمک رہی تھی ناگ پریشان ہو کر ایک جگہ باغ میں اتر آیا اور پرندے

ہی کی شکل میں درخت کی گنجان شاخوں میں بیٹھ گیا اور بارش کے رکنے کا انتظار کرنے لگا۔

مگر بارش اتنی تیز ہو رہی تھی کہ رکنے کا نام نہیں لیتی تھی۔ ناگ درخت پر بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اب شاید صبح کو بارش تھمے اور وہ وہاں سے باہر نکلے۔ اسے یہ بھی احساس تھا کہ رات بارہ بجے کے بعد کسی بھی وقت کیٹی کی لاش میں جان پڑ جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ پھر وہ اپنا بچاؤ کر سکے اور ناگ کی تلاش میں باہر نکلے مگر ناگ کو ابھی تک یہ معلوم نہیں تھا کہ کیٹی کی لاش کس مقام پر ہے۔ ایک شک تھا کہ شاید اس کی لاش کو دوبارہ شہر کے دونوں سرجن جراحوں میں سے کسی ایک کے پاس فروخت کر دیا گیا ہو۔

ادھر کیٹی کی لاش سرجن موجودی کے سرد خانے میں پڑی تھی۔ آدھی رات کے بعد اس نے اپنے غلام کو بھیجا کہ جا کر سرد خانے سے لاش اٹھا کر لیبارٹری میں لے آئے۔ جس وقت غلام سرد خانے میں سیٹی بجاتا بڑے آرام سے داخل ہوا تو کیٹی کی لاش میں جان پڑ چکی تھی۔ جب غلام سیٹی بجاتا ہوا کیٹی کی لاش کے پاس آ کر جھکا تو کیٹی نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔

جیسے ہی غلام نے لاش کو آنکھیں کھولتے دیکھا تو وہیں پتھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی طرح بت بنا رہ گیا۔ اس سے پہلے بھی اس نے ایک مرد کی لاش میں جان پڑتے دیکھی تھی اور اس نے گھبرا کر سیڑھیوں پر سے چھلانگ لگا دی تھی۔ اب اس عورت کی لاش میں جان پڑتے دیکھی تو اس کا جسم خوف سے ٹھنڈا پڑ گیا۔ کیٹی نے آنکھیں جھپکا کر چاروں طرف دیکھا اور غلام سے پوچھا:

"میں کہاں ہوں؟"

اب جو حبشی غلام نے لاش کو بولتے سنا تو منہ سے چیخ کی آواز نکالے بغیر دھڑام سے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

کیٹی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ سب سے پہلے اس نے اپنے سارے جسم کو اچھی طرح دیکھا۔ اب اسے یاد آنے لگا کہ وہ سو رہی تھی کہ کسی نے اس کی گردن پر وار کیا تھا۔ کیٹی نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا۔ اس کی گردن اس کے جسم کے ساتھ بالکل ٹھیک جڑی ہوئی تھی۔ کیٹی خود ہی غور کرنے لگی کہ ضرور اس کی گردن الگ ہو گئی ہو گی اور پھر جسم کو ناگ نے اس کی گردن کو اس کے جسم کے ساتھ لگا کر تین ماہ تک کسی جگہ رکھا ہو گا تاکہ وہ دوبارہ زندہ ہو سکے۔ مگر سوال یہ تھا کہ اب وہ کہاں پر ہے اور ناگ کہاں ہے۔ کیٹی نے اردگرد نظریں ڈالیں تو اسے محسوس ہوا کہ وہ کوئی ویران ٹھنڈا کمرہ ہے۔ ایک آدھی کٹی ہوئی لاش اس کے قریب ہی

پڑی تھی۔ وہ یہی سمجھی کہ یہاں شاید لاشوں کا کاروبار ہوتا ہے اور کوئی اسے اٹھا کر یہاں لے آیا ہے اور اسے نہیں معلوم تھا کہ کیٹی کی لاش کے زندہ ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ کمرہ سخت ٹھنڈا تھا اور دیوار کے ساتھ پہاڑی برف کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ کیٹی نے سوچا کہ یہ برف اس لیے رکھی گئی ہے کہ لاشیں خراب نہ ہوں۔ بہرحال اب اسے وہاں سے باہر نکلنا تھا۔

کیٹی کو اس سرد خانے میں بھی بادلوں کی گرج کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ضرور باہر بارش ہو رہی ہو گی۔ کیٹی نے سوچا۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ سرد خانے کا دروازہ کھلا تھا۔ غلام فرش پر بے ہوش پڑا تھا۔ کیٹی سرد خانے سے باہر نکل آئی۔ سامنے بالکونی تھی۔ اس نے دیکھا کہ باہر صحن کے باغ میں موسلادھار بارش ہو رہی ہے اور رات کا اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ اسے اپنے پیچھے آہٹ سنائی دی۔ پلٹ کر دیکھا تو سرجن جراح موجودی چلا آ رہا تھا۔ اس نے غلام کو لاش لانے کے لیے بھیجا تھا مگر ابھی تک واپس نہیں آیا تھا اس لیے وہ خود دیکھنے کے لیے لاشوں والے سرد خانے کی طرف چلا آ رہا تھا۔

کیٹی بالکونی کے ستون کے پیچھے اندھیرے میں چھپ گئی۔ سرجن جراح نے جب سرد خانے میں جا کر دیکھا کہ غلام بے ہوش پڑا ہے اور لاش غائب ہے تو وہ گھبرا گیا۔ ضرور وہی آسیب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاش کو دوبارا اٹھا کر لے گیا ہے۔" سرجن جراح نے سوچا۔ وہ کچھ گھبرایا گھبرایا سا غلام کی طرف پلٹا اور اسے ہوش میں لانے لگا۔ غلام ہوش میں آیا تو سرجن جراح نے پوچھا:

"لاش کہاں ہے؟"

غلام نے لڑکھڑاتی آواز میں کہا:

"وہ زندہ ہو گئی تھی۔"

اور یہ کہہ کر دوبارا بے ہوش ہو گیا۔ سرجن جراح غلام کو اٹھا کر اس کے کمرے میں لے گیا اور اسے بستر پر لٹا کر اس پر کمبل ڈالا۔ اور باہر نکل کر ڈرتے ڈرتے بالکونی کو دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ بارش اور بادلوں کی گرج کا شور تھا۔ سرجن جراح اپنی لیبارٹری کی طرف چلا۔ لیبارٹری میں آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کے تختے پر اسی عورت کی لاش بالکل سیدھی پڑی ہے۔

وہ ہکا بکا سا ہو کر وہیں کھڑا رہا۔ پھر دھڑکتے دل کے ساتھ لاش کی طرف بڑھا۔ قریب آ کر لاش کو دیکھا۔ یہ کیٹی کی لاش تھی۔ کیٹی چپکے سے اس کی لیبارٹری کے تختے پر آ کر لیٹ گئی تھی۔ سرجن حیران تھا کہ اگر لاش زندہ ہو گئی تھی تو یہاں اسے کون لایا؟ کیا لاش خود چل کر یہاں آئی ہے اس نے اس کی نبض دیکھی تو وہ چل رہی تھی۔ اب تو اس کے رہے سہے ہوش بھی اڑ گئے کیوں کہ لاش زندہ تھی۔

وہ پیچھے ہٹا تو کیٹی اٹھ کر بیٹھ گئی۔

سرجن جراح کا منہ دہشت سے کھل گیا۔

کیٹی نے کہا:

"گھبراؤ نہیں۔ میں لاش نہیں ہوں۔ زندہ عورت ہوں جو بھی مجھے یہاں لایا ہے اس نے مجھے لاش سمجھا تھا۔"

سرجن جراح نے آہستہ سے کہا: "لیکن — پہلے بھی تم ایک بار لاش کی شکل میں یہاں لائی جا چکی ہو اور — اور اس وقت تمہارا سر غائب تھا۔ یہ یہ کیا معمہ ہے؟"

کیٹی نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر کہا:

"مگر میرا سر اب تو گردن پر لگا ہے۔"

کیٹی اٹھ کر باہر بالکونی میں آ گئی اور اندھیرے میں بارش کو دیکھ کر بولی:

"یہ بارش کب سے ہو رہی ہے؟"

سرجن بے حد ڈرا ہوا تھا۔ وہ اس عورت کو کوئی جن بھوت یا چڑیل سمجھے ہوئے تھا۔ خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا:

"بارش — بارش ہو رہی ہے۔ دوپہر سے ہو رہی ہے۔"

کیٹی نے سرجن کی طرف منہ کر کے پوچھا:

"کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ جو کوئی بھی مجھے تمہارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پاس لایا تھا اس نے میری لاش کہاں سے نکالی تھی؟"

سرجن جراح رُک رُک کر کہنے لگا:

"وہ ــــ وہ دو آدمی تھے، کہتے تھے پہاڑیوں والے غار سے وہ تمہیں لائے ہیں۔ تم ــــ تم زمین کے اندر دفن تھیں۔"

اور سرجن جراح کی زبان دہشت کے مارے لڑکھڑا گئی اور اس سے آگے بولا نہ گیا۔

کیٹی نے کہا: "تم کیوں گھبرا رہے ہو۔ تم تو مجھے جراح حکیم لگتے ہو۔ تمہیں تو لاشوں سے نہیں ڈرنا چاہیے۔"

وہ بولا: "لیکن ــــ لیکن میں نے ــــ میں نے ایسی لاش کبھی نہیں دیکھی جو ــــ جو بولتی ہو۔ جو زندہ ہو۔"

کیٹی مسکرائی اور بولی: "میں لاش نہیں ہوں۔"

"پھر تم کون ہو؟"

"یہ میں تمہیں نہیں بتا سکتی۔ اچھا۔ مجھے بتاؤ کہ وہ غار کن پہاڑیوں میں ہے جہاں سے میری لاش نکالی گئی تھی۔"

سرجن جراح نے کہا: "میرا خیال ہے وہ جنوبی جنگل کے قریب والی پہاڑیاں ہیں۔"

"تمہارا شکریہ۔"

کیٹی کو یقین تھا کہ اگر کسی نے اس کی لاش کو پہاڑیوں والی غار سے باہر نکالا ہے تو ضرور ناگ نے اسے وہاں قتل ہونے کے بعد رکھا ہوا ہو گا تاکہ تین ماہ کی مہلت پوری ہو جائے اور کیٹی ایک بار پھر زندہ ہو سکے۔ اس لیے ناگ ضرور وہیں غار میں یا اس کے قریب ہی کہیں ہو گا۔ اب وہ قرطبہ کی جنوبی پہاڑیوں کی طرف غار میں جانا چاہتی تھی مگر باہر شدید بارش ہو رہی تھی۔ گلی چونکہ ڈھلانی تھی اس لیے وہاں پانی نہیں رکا ہوا تھا۔

اچانک کیٹی کو گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز سنائی دی۔ اس نے دیکھا کہ پاس ہی اصطبل میں ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا اور اس پر کمبل پڑا تھا۔ کیٹی نے اصطبل میں جا کر کمبل اپنے اوپر ڈالا اور خود گھوڑے پر بیٹھ کر موسلا دھار بارش میں گلی میں نکل آئی۔

تیز بارش میں اسے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی تھی۔ گھوڑا قدم قدم چلتا گلی میں سے نکل کر بازار میں آ گیا۔ بڑی اندھیری رات تھی۔ بازار میں کسی کسی مکان میں جلتی روشنی کا عکس پڑ کر پانی میں چمک رہا تھا۔ بازار میں بارش کا پانی دریا کی طرح بہہ رہا تھا۔ کیٹی گھوڑے پر سوار بازار میں سے گزر کر شہر کے بڑے دروازے میں سے شہر سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باہر آ گئی۔

شہر سے باہر گھپ اندھیرا تھا اور ہر طرف پانی ہی پانی تھا اور بارش رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ کیٹی نے اپنے سر پر جو کمبل ڈال رکھا تھا وہ پانی میں شرابور ہو گیا تھا۔ کیٹی کسی جگہ رُک کر بارش کے تھم جانے کا انتظار کرنا چاہتی تھی۔ کیوں کہ بارش میں آگے چلنا گھوڑے کے لیے بھی مشکل ہو رہا تھا۔ کیٹی نے سوچا کہ کیوں نہ وہ چٹکی بجا کر کوئی پرندہ بن جائے اور پھر اڑتی ہوئی جنوبی پہاڑیوں کے غار میں پہنچ جائے۔ اس نے ذہن میں ایک سفید کبوتر کا خیال لا کر چٹکی بجائی مگر کوئی اثر نہ ہوا۔

کیٹی کو اپنے جن دوست پر سخت غصہ آنے لگا کہ اب وہ اس کے کسی کام نہیں آتا جب قاتل نے اس کی گردن الگ کر دی تھی تو یہ جن اس وقت بھی خاموش رہا تھا۔ اس نے کیٹی کو بچانے کی کوئی کوشش نہیں کی تھی اور اب بھی اس کی مدد نہیں کر رہا۔ کیٹی کو یقین ہو گیا کہ اب اسے جن دوست پر کوئی بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔ کیٹی کو یہ نہیں معلوم تھا کہ قارون کے خزانے والے صندوق میں دبے ہوئے اس کے سر کی تلاش میں جن دوست نے ہی ناگ کی مدد کی تھی اور اگر اس وقت وہ ناگ کی مدد نہ کرتا تو ناگ کبھی کیٹی کے سر کو حاصل نہیں کر سکتا

تھا۔ بلکہ خود ناگ کی زندگی اس وقت خطرے میں پڑ چکی تھی۔

کیٹی نے دیکھا کہ شہر کی دیوار کے نیچے ایک جگہ کسی جھونپڑی میں روشنی ہو رہی تھی۔ وہ گھوڑے کو لے کر وہاں آ گئی۔ یہ ایک جھونپڑی تھی جس میں چراغ روشن تھا اور کوئی آدمی کمبل اوڑھے تختے پر سو رہا تھا۔ کیٹی گھوڑے سے اتری۔ گھوڑے کو جھونپڑی کے پاس چھپر کے نیچے کھڑا کیا اور خود جھونپڑی میں آ کر بارش سے بچ کر کھڑی ہو گئی۔ گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز اور کیٹی کے پاؤں کی آہٹ سے سویا ہوا آدمی جاگ اٹھا۔ اس نے کمبل منہ سے ہٹا کر پوچھا: "کون ہے؟"

کیٹی نے کہا: "ایک مسافر عورت ہوں۔ بارش سے بچنے کے لیے تمہاری جھونپڑی میں آ گئی ہوں۔ سوئے رہو آرام سے۔"

عورت کا نام سن کر وہ آدمی اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے چراغ کی روشنی میں کیٹی کو گھور کر دیکھا۔ دوبارہ زندہ ہونے کے بعد کیٹی کی نیلی آنکھیں یاقوتی نہیں رہی تھیں بلکہ عام عورتوں جیسی ہو گئی تھیں۔ یہ آدمی ایک خونی ڈاکو کا جاسوس تھا جو شہر کے امیر سوداگروں کی دولت کے بارے میں اپنے ڈاکو دوست کو سب کچھ بتایا کرتا تھا۔ اس نے آدھی رات کے وقت نیلی آنکھوں اور سنہری بالوں والی ایک خوبصورت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عورت کو اپنی جھونپڑی میں دیکھا تو اس نے سوچا کہ یہ عورت کنیز کی حیثیت سے کسی امیر تاجر کے ہاں فروخت کی جا سکتی ہے۔ وہ اگر اسے اپنے قابو میں کر لے تو اپنے ڈاکو دوست کے حوالے کر کے کافی انعام حاصل کر سکتا ہے۔ اس آدمی کے پاس ایک ایسی دوائی بھی تھی جس سے آدمی کو بے ہوش کیا جا سکتا تھا۔

اپنے ذہن میں یہ خطرناک سازش تیار کرنے کے بعد اس آدمی نے کیٹی سے بڑی میٹھی زبان میں باتیں شروع کر دیں اور اسے بار بار بیٹی کہہ کر پکارنے لگا۔ اس نے کہا:

"بیٹھو بیٹی میں تمہارے لیے قہوہ تیار کرتا ہوں۔"

کیٹی خاموشی سے بیٹھ گئی اور وہ آدمی آگ جلا کر قہوہ تیار کرنے لگا۔ کیٹی کو پتہ ہی نہ چل سکا اور اس آدمی نے قہوہ بنانے کے بعد کیٹی کی پیالی میں بے ہوشی کی دوائی ڈال دی۔ یہ دوائی پھیکی تھی اور اس کا کوئی ذائقہ نہیں تھا۔ کیٹی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ شخص اس کو اغوا کرنے کی فکر میں ہے۔ اس نے شکریہ ادا کرتے ہوئے قہوے کی پیالی ہاتھ میں تھام لی اور آہستہ آہستہ کر کے گرم گرم قہوہ پینے لگی۔

وہ آدمی بھی اس کے پاس ہی بیٹھا قہوہ پی رہا تھا اور کیٹی کو اپنی چمکیلی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اس سے

اِدھر اُدھر کی باتیں بھی کیے جا رہا تھا۔ قہوہ پی چکنے کے بعد کیٹی کو اپنا سر بھاری ہوتا محسوس ہوا۔ اسے یوں لگا جیسے اسے نیند آ رہی ہو۔ وہ حیران ہوئی کہ پہلے تو کبھی اسے یوں اپنے آپ نیند نہیں آئی آج کیا بات ہے۔ اچانک اسے خیال آیا کہ کہیں اس شخص نے اسے قہوے میں کچھ پلا تو نہیں دیا!

اس نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے آدمی کو گھور کر دیکھا اور پوچھا:

"تم نے قہوے میں کیا ڈالا تھا؟"

وہ آدمی قہقہہ لگا کر ہنسا۔ کیٹی اٹھ کر وہاں سے بھاگے کہ گر پڑی اور بے ہوش ہو گئی۔ اس شخص نے کیٹی کو کمبل میں لپیٹا۔ گھوڑے پر ڈالا اور خود بھی اس گھوڑے پر بیٹھ کر شہر سے جنگل کو جانے والی سڑک پر گھوڑے کو ڈال دیا۔ اگرچہ سڑک پر پانی کھڑا تھا۔ مگر وہ گھوڑے کو دوڑائے لیے جا رہا تھا۔ بارش اب رُکنے لگی تھی اور آسمان پر بادلوں کے پیچھے صبح کی روشنی جھلکنا شروع ہو گئی تھی۔ وہ بے ہوش کیٹی کو لے کر شہر سے دور ایک جنگل میں داخل ہو گیا۔ یہاں ایک جگہ اس کے دوست خونی ڈاکو اور بردہ فروش موتاو کی خفیہ کمین گاہ تھی جو دیودار کے گنجان درختوں کے سائے میں زمین کے اندر بنی ہوئی تھی اور اس کے اندر ایک خفیہ راستہ جاتا تھا۔ ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈاکو ہمیشہ اس خفیہ راستے کے پاس جھاڑیوں میں چھپا پہرہ دیا کرتا تھا۔ اس پہرے دار ڈاکو نے ایک گھوڑے کو کمین گاہ کی طرف آتے دیکھا تو سیٹی بجا کر پیچھے خبر کر دی۔

کمین گاہ سے خونی ڈاکو مونتاو تلوار لے کر اوپر آ گیا۔

گھوڑ سوار قریب آتے ہی کوڈ لفظ میں بولا:

"الحرا الحرا"

خونی ڈاکو مونتاو نے اپنے خاص جاسوس کی آواز پہچان لی اور پوچھا:

"یہ کیا لائے ہو؟"

اس نے بتایا "تمہارے لیے ایک خوب صورت کنیز لایا ہوں۔ تم اسے کسی دوسرے ملک کے سوداگر کے ہاں بیچ کر ہزاروں دینار کماؤ گے۔ پس مجھے ایک سو دینار دے دینا۔"

خونی ڈاکو بے ہوش کنیز کو نیچے لے گیا۔ اس نے موم بتی کی روشنی میں دیکھا کہ لڑکی واقعی بڑی خوبصورت ہے اور اس کی ڈھیر ساری رقم وصول کی جا سکتی ہے۔ اس نے اپنے جاسوس کو ایک سو دینار دے کر رخصت کر دیا اور کنیز کے منہ میں بے ہوشی کی مزید دوائی ڈال دی جو اسے چوبیس گھنٹے تک بے ہوش رکھ سکتی تھی۔ کیوں کہ خونی ڈاکو مونتاو نہیں چاہتا تھا کہ اس جگہ شور شرابا ہو اور عورت ہوش میں آ کر چیخنا چلانا شروع کر دے۔ اس کی

وجہ یہ تھی شہر میں ڈاکوؤں کے خلاف گورنر نے زبردست مہم چلا رکھی تھی۔ خونی ڈاکو مونتاو نے اپنے چھ ساتھیوں کو جگا دیا اور کہا کہ ہمارے پاس ایک نایاب عورت آ گئی ہے جس کو ملک مصر میں کسی امیر سوداگر کے ہاں بیچ کر ہم ہزاروں دینار کما سکتے ہیں۔ اس لیے ابھی اس شہر سے نکل کر مصر کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ سارے ڈاکو اپنے سردار کے حکم پر فوراً تیار ہو گئے اور گھوڑوں پر بیٹھ کر یہ ڈاکوؤں کا قافلہ بے ہوش کنیز کو لے کر اس شاہراہ پر روانہ ہو گیا جو ملک مصر کی طرف جاتی تھی۔

O

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خونی عقاب کے پنجے

بارش رُک گئی۔

دن کا اجالا پھیلنے لگا تھا۔ ناگ درخت کی شاخوں میں سے نکل کر اُڑ گیا۔ اب اسے ہر قسم کی خوشبوئیں محسوس ہو رہی تھیں مگر کیٹی کی خوشبو ان میں کہیں بھی نہیں تھی۔ بارش نے ہر طرف جل تھل ایک کر دیا تھا۔ ناگ نے شہر میں چاروں طرف اڑ کر ایک ایک مکان پر بیٹھ کر کیٹی کی خوشبو لینے کی کوشش کی مگر اسے کیٹی کی خوشبو کسی گھر سے بھی نہیں آ رہی تھی۔ اس نے سوچا کہ اسے سرجن الجریدی اور موجودی کے پاس جا کر کیٹی کو تلاش کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ جو لوگ کیٹی کی لاش کو چرا کر لے گئے ہیں، وہ اسے ان کے پاس ہی لاتے ہوں۔

ساتھ ہی ساتھ ناگ کو یہ احساس بھی تھا کہ کیٹی کی لاش اب تک زندہ ہو چکی ہوگی اور اگر اسے کسی نے بیہوش نہیں کیا اور اسے کسی زمین کے اندر اندھے کنوئیں میں قید نہیں کیا تو وہ بھی ضرور اسی شہر میں ناگ کے سراغ

میں ہو گی لیکن ناگ کو شہر کے کسی کونے سے کیٹی کی خوشبو نہیں آ رہی تھی جو اس بات کا زندہ ثبوت تھا کہ کیٹی اس شہر میں نہیں ہے یا تو اسے کسی نے زمین کی گہرائیوں میں قید میں ڈال دیا ہے اور یا کوئی اسے بے ہوشی کی حالت اغوا کرنے کے بعد شہر سے نکال کر لے گیا ہے۔

ناگ سب سے پہلے سرجن الجریدی سے اس کی حویلی میں جا کر ملا اور اس سے کیٹی کی لاش کے بارے میں پوچھا۔ سرجن الجریدی نے ناگ کو بتایا کہ کیٹی کی لاش دوبارہ اس کے پاس نہیں لائی گئی۔ یہاں سے ناگ دوسرے سرجن موجودی کے پاس آ گیا، اس نے ناگ سے کہا:

"سچ سچ بتاؤ کہ تم لوگ کون ہو اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم دونوں کی لاشیں زندہ ہو جائیں؟"

ناگ نے جلدی سے پوچھا، "کیا کیٹی کی لاش زندہ ہو گئی تھی؟"

"ہاں" سرجن موجودی بولا، "وہ زندہ ہو گئی تھی اور اس نے مجھ سے پوچھا تھا کہ اسے یہاں کون لایا ہے؟ میں نے اسے بتایا کہ دو لاش چور اس کی لاش کو جنوبی پہاڑیوں والے غار میں سے نکال کر اس کے پاس لائے تھے۔"

"پھر؟" ناگ نے بے تابی سے پوچھا۔